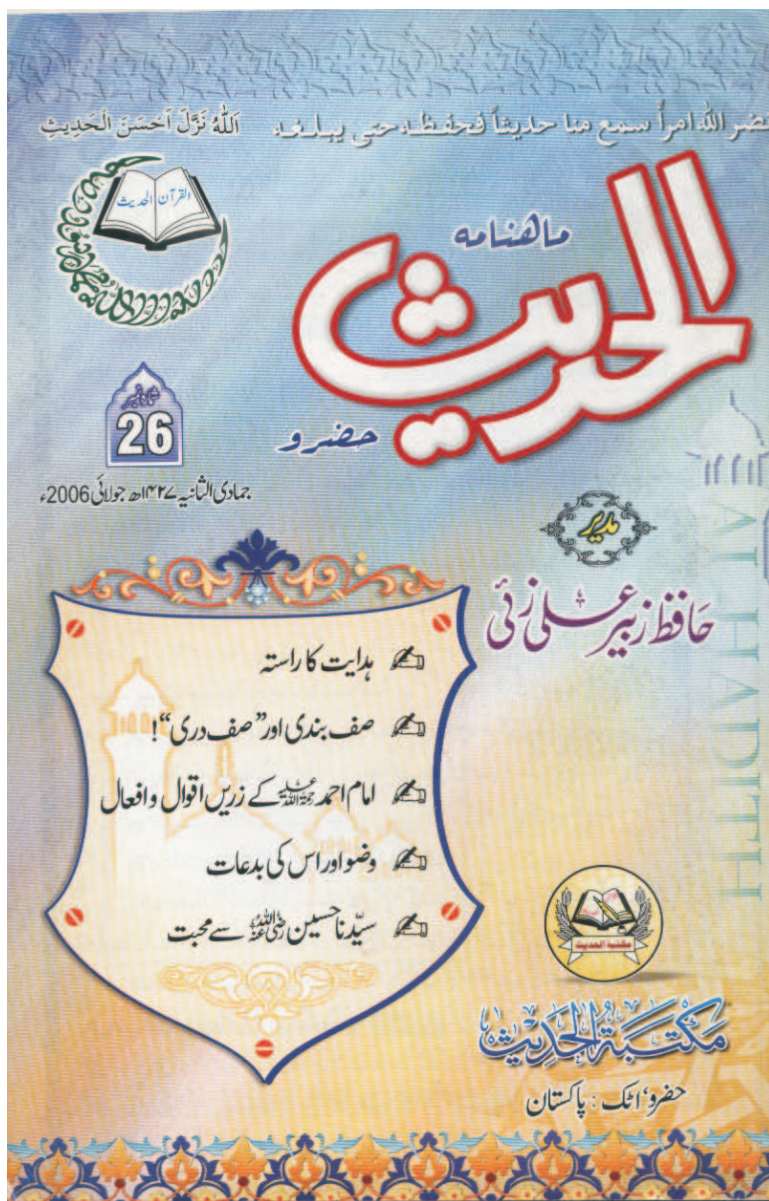


MAKTABA TUL HADITH HAZRO

By Alhadith at 12:34:06 AM, 2/26/2015



حافظ زبیر علی زئی

کلمۃ الحدیث

ہدایت کا راستہ

[الشیخ عبدالحسن العباد حفظہ اللہ کی کتاب ”شرح حدیث جبریل“ سے انتخاب]

ہدایت کا راستہ، نبی ﷺ کی اتباع پر ہی منحصر ہے۔ اللہ کی عبادت صرف اسی طریقے پر ہوگی جو رسول کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس کی اتباع کے بغیر کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جو (بندوں کو) اللہ کے ساتھ ملا دے۔ (یعنی جنت میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو کہ آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت ہے۔) کھانے پینے کی ضرورتوں سے زیادہ، مسلمان کی یہ ضرورت ہے کہ صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی ہو جائے۔ کھانا پینا تو دنیا کی زندگی کی ضرورت و زادِ راہ ہے اور صراطِ مستقیم آخرت کی ضرورت و زادِ راہ ہے۔

اس لئے سورہ فاتحہ میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا کا ذکر آیا ہے۔ نماز کی رکعتیں، فرض ہوں یا نفل، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ واجب (یعنی فرض) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا، اُن لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ اُن لوگوں کا جو گمراہ ہیں۔ (الفاتحہ: ۷، ۸)

مسلمان مسلسل (اللہ سے) یہ دعا کرتا رہتا ہے تاکہ اسے نبیوں، صدیقیوں، شہیدوں اور صالحین کے راستے کی طرف راہنمائی کرے جن پر انعام ہوا ہے اور ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے دشمنانِ دین کے راستے سے بچائے۔

[آیت کریمہ ﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اجماع کی حجت کے دیگر دلائل کیلئے دیکھئے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ اور المستدرک للحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (۱۱۶/۱) والحمد للہ/مترجم]

نبی ﷺ کا جنوں اور انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت (وراہنمائی) کرنا وہ تو رہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَذَاعِيَا إِلَيَّ اللَّيْلِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ بے شک ہم نے آپ کو شاہد (گواہ) مبشر (خوش خبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا، اور اللہ کے حکم سے اُس کی طرف دعوت دینے والا اور سراجِ مُنیر (روشن چراغ) بنا کر بھیجا [الاحزاب: ۴۵، ۴۶]

اس آیت میں اللہ نے آپ کو سراجِ مُنیر (روشن چراغ) قرار دیا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے لئے روشنی کرتا ہے (تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں) یہی معنی ”النور“ کا ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے کہ ﴿فَإْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا﴾ پس اللہ، اُس کے رسول اور جو نور ہم نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔ [التغابن: ۸] یعنی نورِ قرآن اس ہدایت پر مشتمل ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

اضواء المصباح

الفصل الثانی

دس آسمانی احکام اور ایمان کا خروج

۵۸۔ عن صفوان بن عسال، قال: قال يهودي لصاحبه: اذهب بنا إلى هذا النبي - فقال له صاحبه: لا تقل: نبي، إنه لو سمعك لكان له أربع أعين. فأتيا رسول الله ﷺ فسألاه عن آيات بينات، فقال رسول الله ﷺ: ((لا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بَريءًا إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَكُمْ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحَصَّنَةً، وَلَا تُولُوا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً - الْيَهُود - أَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ)) . قال: فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ، وَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ . قال: ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟)) . قالَا: إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ تَبْعَنَّاكَ أَنْ يَقْتُلَنَا الْيَهُودُ . رواه الترمذي، وأبو داود، والنسائي .

(سیدنا صفوان بن عسال (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس جائیں۔ تو اس کے دوست نے کہا: (انھیں) نبی نہ کہو، کیونکہ اگر انھوں نے تجھے (یہ کہتے ہوئے) سُن لیا تو (خوشی سے) اُن کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ سے آیات بینات کے بارے میں پوچھا (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وہ آیات یہ ہیں) اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہ کرو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو (۵) بے گناہ آدمی کو قتل کرانے کے لئے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ (۹) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو۔

(۱۰) اور اے یہودیو! تم خاص طور پر سبت (ہفتے) والے دن سرکشی نہ کرو۔ (صفوان رضی اللہ عنہ نے) کہا: ان دونوں (یہودیوں) نے آپ (ﷺ) کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پُھو مے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: پھر تم میری اتباع کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: بے شک داود علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اُن کی اولاد میں سے نبی آتے رہیں لہذا ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔ اسے ترمذی (۲۷۳۳) وقال: ”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“ (ابوداؤد (؟) اور نسائی (۴۰۸۳ ح ۱۱/۷) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث:

اس روایت کی سند حسن ہے۔

اسے ترمذی و نسائی کے علاوہ ابن ماجہ (۳۷۰۵) احمد بن حنبل (۲۳۹/۳، ۱۸۰۹۲، ۲۳۰۶، ۱۸۰۹۶، ۱۸۰۹۶) حاکم (۲۰/۱) ابن ابی شیبہ (المصنف ۲۸۹/۱۲، ۳۶۵۳۲، المسند ۲/۲، ۳۶۷-۳۶۹، ۸۸۰، ۸۸۱) ابو داؤد الطیالسی (۱۱۶۳) اور طحاوی (معانی الآثار ۳/۲۱۵) وغیرہم نے شعبۂ عن عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ عن صفوان کی سند سے روایت کیا ہے۔ اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

شعبۂ بن الحجاج اور عمرو بن مرہ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ مثلاً دیکھئے تقریب التہذیب (۵۱۱۲، ۲۷۹۰) عبداللہ بن سلمہ پر درج ذیل علماء نے جرح کی ہے:

- ① البخاری، قال: لا یتابع فی حدیثہ (التاریخ الکبیر ۵/۹۹)
- ② ابو حاتم الرازی، قال: تعرف وتنکر (الجرح والتعذیل ۵/۷۴)
- ③ النسائی، قال: يعرف وينکر (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۳۴۷)
- ④ العقیلی، ذکرہ فی الضعفاء (الضعفاء الکبیر ۲/۲۶۵)
- ⑤ ابن الجوزی، ذکرہ فی الضعفاء (۱۲۵/۲ تا ۲۰۳۸)
- ⑥ ابو احمد الحاکم: حدیثہ لیس بالقائم (کتاب الکلی بحوالہ تہذیب التہذیب ۵/۲۴۱)

درج ذیل علماء نے عبداللہ بن سلمہ مذکور کی توثیق کی ہے:

- ۱۔ العجلی، قال: ثقة (کتاب التاریخ: ۸۱۹)
- ۲۔ ابن عدی، قال: وأرجو أنه لا بأس به (اکامل ۴/۱۴۸۷)
- ۳۔ ابن حبان، قال: یخطی (الثقات ۵/۱۲)
- و صحیح حدیثہ (الاحسان: ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳)
- ۴۔ ابن خزیمہ، روی له فی صحیحہ (۲۰۸۰ ج)
- ۵۔ ابن الجارود، روی له فی المنتقی (۹۴ ج)
- ۶۔ ترمذی، صحح له (۱۴۶ ج)
- ۷۔ البغوی، صحح له (شرح السنۃ ۲/۲۱۲ ج ۳/۲)
- ۸۔ الحاکم، صحح له (المستدرک ۱/۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰،

۱۰۔ البیہقی، قال فی حدیثہ: ”رواہ الطبرانی وإسناده حسن“ (مجمع الزوائد ۲۹۲/۹)

☆ یعقوب بن شیبہ، قال: ثقة (تہذیب التہذیب ۲۳۱/۵ بغیر سند)

☆ ابن السکن، صحیح لہ (الخصائص الجبر ۱۳۹/۱ ح ۱۸۴)

☆ عبدالحق الاشبیلی، صحیح لہ (الخصائص ۱۳۹/۱ ح ۱۳۹)

۱۱۔ حافظ ابن حجر، قال: ”والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة“

اور حق یہ ہے کہ وہ حسن کی قسم (کے راویوں) میں سے ہے جو کہ حجت بنانے کے لائق ہے۔ (فتح الباری ۳۲۴/۱ ح ۳۲۴)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن سلمہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق راوی ہے لہذا اس کی حدیث حسن کے درجے سے قطعاً نہیں گرتی۔ جمہور محدثین کرام کا اس کی بیان کردہ حدیث کو حسن یا صحیح قرار دینا اس کی دلیل ہے کہ عمرو بن مرہ کا عبد اللہ بن سلمہ سے سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا ہے لہذا اس سند پر اختلاط کا الزام مردود ہے۔

سنن دارقطنی میں ہے کہ شعبہ نے عبد اللہ بن سلمہ کی ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

”ما أحدث بحديث أحسن منه“ میں اس حدیث سے زیادہ اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کرتا۔ (۱۱۹/۱ ح ۱۲۳ ح ۲۲۳)

معلوم ہوا کہ شعبہ کے نزدیک عمرو بن مرہ کا عبد اللہ بن سلمہ سے سماع اختلاط سے پہلے کا ہے۔

ابن خزیمہ نے صحیح سند کے ساتھ امام شعبہ سے نقل کیا: ”هذا حديث ثلث رأس مالي“ یہ حدیث میرے سرمائے کا تیسرا حصہ ہے۔ (۲۰۸ ح ۱۰۴/۱ ح ۲۰۸)

تنبیہ: سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ سنن ابی داؤد میں نہیں ملی۔ !!

فقہ الحدیث

۱۔ نبی ﷺ کے زمانے میں عام یہودی علماء کو یہ معلوم تھا کہ آپ ﷺ سچے نبی و رسول ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ معلوم ہوا کہ صرف دل میں کسی بات کا یقین کر لینا اس بات کی حتمی دلیل نہیں ہے کہ ایسا شخص اب مومن ہو گیا ہے بلکہ دلی یقین کے ساتھ زبانی اقرار اور جسمانی عمل ضروری ہے۔

۲۔ اس حدیث میں جن نو آیتوں (اور دسویں بات) کا ذکر ہے یہ دس احکام ہیں جو بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے۔

سورہ بنی اسرائیل (۱۰۱) میں جن نو آیات (نشانوں) کا ذکر آیا ہے وہ ان کے علاوہ نشانیاں ہیں۔

ابو الحسن علی بن احمد الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ) فرماتے ہیں: مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ان نو نشانوں سے مراد یہ ہے۔

(۱) طوفان (۲) ٹڈی دل (۳) جویں (۴) مینڈک (۵) خون (۶) عصا (۷) موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ

(۸) بارش نہ رسنے والے سال (۹) اور بچلوں میں کمی، دیکھئے الوسیط (ج ۳ ص ۱۳۰)

ان نشانوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ان میں سے کئی نشانیاں وہ عذاب ہیں جو فرعون یوں پر بھیجے گئے۔ نیز دیکھئے تفسیر

ابن کثیر (۱۸۷۴)

۳۔ بہت سے لوگ حق تسلیم نہ کرنے کے لئے جعلی عذر تراشنے اور جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے ورنہ یہودیوں کی اپنی تسلیم کردہ محرف تورات میں لکھا ہوا ہے کہ ”میں اُن کے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔“ (استثناء: ۱۸: ۱۶ ص ۱۸۴)

لہذا آل داود والی بات نہ رہی بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل میں سے آخری نبی آچکا مگر یہودی حضرات جھوٹ بولنے اور کفر سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔

۴۔ ہاتھ چومنا تو دوسری روایات سے بھی ثابت ہے۔ عاصم بن بہدلہ نے کہا کہ جب ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی) سفر سے آتے تو میرا ہاتھ چومتے۔ (التقبیل والمعانقۃ لابن الاعرابی تحقیقی: ۵: ۵۷ سندہ صحیح)

عبدالرحمن بن رزین وغیرہ تابعین نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما۔ (التقبیل والمعانقۃ: ۳۶: ۳۶ سندہ حسن، طبقات ابن سعد ۴/ ۳۰۶، مسند احمد ۴/ ۵۵۵، الادب المفرد للبخاری: ۳۷۹ و قال الالبانی: حسن الاسناد)

یزید بن الاسود (تابعی) نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما۔ (التقبیل والمعانقۃ: ۳۷: ۳۷ سندہ صحیح)

لیکن دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاؤں چومنا منسوخ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ (دیکھئے سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۳ و مسند احمد ۴/ ۳۸۱ و صحیح ابن حبان، الموارد: ۱۲۹۰ و سندہ حسن)

۵۹۔ وعن أنس، قال: قال رسول الله ﷺ: ((ثلاث من أصل الإيمان: الكفُّ عمن قال: لا إله إلا الله، لا تكفره بذنْب، ولا تخْرِجه من الإسلام بعمل. والجهاد ماضٍ مذهبني الله إلى أن يقاتل آخرُ هذه الأمة الدِّجَال، لا يبطله جور جائر، ولا عدل عادل. والإيمان بالأقدار)).

رواه أبو داود.

(سیدنا انس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین (چیزیں) ایمان کی اصل میں سے ہیں۔

① جو شخص لا الہ الا اللہ کہے، اُس سے رُک جانا، تو اُس کے کسی گناہ کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کر اور نہ اسے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اسلام سے نکال۔

② میرے نبی بنائے جانے سے لے کر اس وقت تک جہاد جاری رہے گا جب تک اس امت کا آخری حصہ دجال سے جنگ کرے گا (اور) اسے (جہاد کو) کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا انصاف ختم نہیں کرے گا۔

③ اور تقدیر پر ایمان لانا۔ اسے ابو داود (۲۵۳۲) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث

اس روایت کی سند یزید بن ابی شبہ کے مہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۵ ص ۱۰

۶۰۔ وعن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: ((إذا زنى العبدُ خرج منه الإيمان، فكان فوق رأسه كالظلة، فإذا خرج من ذلك العمل رجع إليه الإيمان)). رواه الترمذي، وأبو داود.
(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے، پھر وہ ایمان اس کے سر پر چھتری کی طرح (سایہ لگن) ہو جاتا ہے۔ جب وہ یہ عمل کر لیتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔ اسے ترمذی (بعد ج: ۲۶۲۵ معلقاً بغیر سند) اور ابو داود (۲۶۹۰) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث

اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن مندہ (الایمان: ۵۱۹) اور حاکم (۵۶۲۲/۱) نے سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے، اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

فقہ الحدیث

- ۱۔ ایمان کے مختلف درجے ہیں۔
- ۲۔ گناہ کبیرہ سے مسلمان کا فریب نہیں ہو جاتا۔ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے مسلمان کا فریب نہیں ہوتا۔
- ۳۔ یہ حدیث خوارج پر رد ہے۔

الفصل الثالث (تیسری فصل)

۶۱۔ عن معاذ، قال: أوصاني رسول الله ﷺ بعشر كلمات، قال: ((لا تشرك بالله شيئاً وإن قتلت وحرقت، ولا تعقن والديك وإن أمراك أن تخرج من أهلك ومالك، ولا تترك صلاة مكتوبة متعمداً، فإن من ترك صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة الله، ولا تشربن خمراً فإنه رأس كل فاحشة، وإياك والمعصية، فإن بالمعصية حلّ سخط الله، وإياك والفرار من الزحف وإن هلك الناس، وإذا أصاب الناس موت وأنت فيهم، فاثبت، وأنفق على عيالك من طولك، ولا ترفع عنهم عصاك أدباً وأخفم في الله)). رواه أحمد.
(سیدنا) معاذ (بن جبل رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں (پر عمل کرنے) کی وصیت فرمائی: (۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہ کرو اگرچہ تم قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ (۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تمہیں تمہارے گھر بار اور مال سے نکل جانے کا حکم دے دیں۔ (۳) فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی تو اس سے اللہ کا مزہ اٹھ گیا۔ (۴) اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ ہر بے حیائی

کی بنیاد ہے۔ (۵) اور نافرمانی سے بچو کیونکہ نافرمانی سے اللہ کا غضب لازم ہو جاتا ہے۔ (۶) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ سارے لوگ ہلاک ہو جائیں (۷) اگر لوگوں کو مارنے والی وبا (طاعون وغیرہ) آجائے اور تم ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہو (۸) اپنے گھر والوں پر اپنے مال میں سے خرچ کرو (۹) ادب سکھانے والی لائٹی کو اپنے گھر والوں سے نہ اٹھاؤ۔ (۱۰) اور گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو۔ اسے احمد (۲۳۸/۵ ح ۲۳۲۵) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث

اس روایت کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ص ۶۰

۶۲۔ وعن حذیفه، قال: إنما النفاق كان على عهد رسول الله ﷺ، فأما اليوم، فإنما هو الكفر، أو الإيمان. رواه البخاري.
(سیدنا) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نفاق تو نبی ﷺ کے زمانے میں تھا، آج کل تو کفر یا ایمان ہی ہے۔
اسے بخاری (۷۱۱۴) نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث

۱۔ نبی ﷺ کے زمانے میں جب اسلام کو چاروں طرف سے خطرہ تھا اس وقت منافقین کی پکڑ دھکڑ نہیں کی گئی اور نہ انھیں قتل کیا گیا تاکہ لوگ یہ نہ کہتے پھر میں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں، اب یہ رخصت اور نرمی باقی نہیں رہی کیونکہ اسلام غالب ہو گیا۔ اب تو کفر یا اسلام ہی باقی رہ گیا ہے۔
۲۔ نفاق گناہ کبیرہ ہے۔ خلیفۃ المسلمین اگر مناسب سمجھے تو منافقین کو سزا دے سکتا ہے۔

حافظ طارق مجاہد زبانی

حدیث رسول اور لوگوں کے اقوال

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ تک ثقہ راویوں کی (متصل) سند کے ساتھ حدیث پہنچ جائے (اور معلوم و شاذ نہ ہو) تو یہ آپ ﷺ کی (صحیح و) ثابت حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جاسکتا، سوائے اس کے کہ اس کی (بظاہر) مخالفت میں دوسری کوئی (صحیح) حدیث موجود ہو.... جب رسول اللہ ﷺ سے مروی (صحیح) حدیث کی مخالفت (ثابت) نہ ہو اور آپ ﷺ کے بعد والے کسی شخص کا قول اس حدیث کی تائید کرتا ہو تو اس حدیث کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے۔
نبی ﷺ کی حدیث بذاتِ خود سب چیزوں سے غنی و بے نیاز ہے۔ اگر آپ ﷺ کی حدیث کی مخالفت میں کسی کا قول ہو تو اس قول کی ذرا پروا نہیں کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی اس کی مستحق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ (المدخل للبیہقی ص ۱۰۴ ح ۲۴ وسندہ صحیح)

محمد زبیر صادق آبادی

صف بندی اور ”صف دری“!

نماز میں مقتدیوں کا صف بندی کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَا صُفُوفًا)) اپنی صفیں قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۰ ح ۷۱۹)

وحید الزمان کیرانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”تَرَا صُفُوفًا الْأَشْيَاءُ: گتھ متحد ہو جانا، بڑ جانا“ (القاموس الوحید ص ۶۳۱) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَاصُوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ))

اپنی صفوں کو ملاؤ اور انھیں قریب رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ میں دیکھتا ہوں شیطانوں کو وہ صف کی خالی جگہوں سے گھس آتے ہیں گویا کہ وہ بھیڑ کے چھوٹے سے بچے ہیں۔ (سنن النسائی ج ۲ ص ۹۲ ح ۸۱۶ وسندہ صحیح وصحہ ابن خزيمة: ۱۵۴۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۱۶۳ دوسرا نسخہ: ۲۱۶۶) اس حدیث کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وَكَانَ أَحَدُنَا يَلْزُقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمُهُ بِقَدَمِهِ“ اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا لیتا۔ (صحیح البخاری: ۷۲۵)

اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے ماسٹر محمد امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی لکھتے ہیں:

”امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نابالغ تھے اور کچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ امام بخاری نے اس قول کو مکمل نقل نہیں فرمایا۔ ان کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس کے بعد یہ نقل کیا ہے: وَلَوْ ذَهَبْتَ تَفْعَلُ ذَلِكَ لَتَرَى أَحَدَهُمْ كَأَنَّهُ بَغْلٌ شَمُوسٌ ص ۳۵۱ (ج ۱) اگر تو آج اس طرح ٹخنے ملائے تو دیکھے گا کہ یہ لوگ (صحابہ و تابعین) بد کے ہوئے خچروں کی طرح بھاگیں گے۔ ظاہر بات ہے بڑی عمر کا عقل مند آدمی نابالغ کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن میں جو کام کیا بچوں کے ساتھ وہ روایت کیا، لیکن جب وہ بڑے ہو گئے تو صحابہ و تابعین ان کے بچپن کی عادت سے بیزار تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ٹخنے ملانا نہ سنت نبوی ہے نہ سنت صحابہ، اگر یہ سنت یا مستحب ہوتا تو صحابہ و تابعین کبھی اس سنت سے بیزار نہ ہوتے (امین اوکاڑوی)“ (حاشیہ امین اوکاڑوی علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۷۰، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

تنبیہ: مطبوعہ نسخے میں دوبار ”بچنے“ ہی لکھا ہوا ہے جبکہ صحیح لفظ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوکاڑوی صاحب نے ”بچنے“ لکھا ہے۔

اوکاڑوی صاحب کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے:

- ① اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نابالغ بچے تھے۔
- ② اوکاڑوی کے نزدیک صحابہ و تابعین سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیزار تھے۔
- ③ اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خچروں سے تشبیہ صحابہ و تابعین کو دی تھی۔
- ④ اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ کچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔
- ⑤ اوکاڑوی کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول مکمل نقل نہیں فرمایا۔
- ⑥ اوکاڑوی کے نزدیک ٹخنے ملا ناسنت صحابہ نہیں ہے۔

اب ان اوکاڑوی اعتراضات کے جوابات علی الترتیب پیش خدمت ہیں:

- ۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بذات خود فرماتے ہیں: ”قدم النبی ﷺ المدينة. وأنا ابن عشرين واثنتين“ (صحیح مسلم، کتاب الاشربة باب ۱۷ ح ۲۵/۲۰۲۹ و ترقیم دار السلام: ۵۲۹۰، و درسی نسخہ ج ۲ ص ۱۷۴) اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بیس سال کے بالغ نوجوان تھے لہذا اوکاڑوی صاحب نے انھیں نابالغ اور بچہ کہہ کر جھوٹ بھی بولا ہے اور ان کا مرتبہ گھٹا کر توہین بھی کی ہے۔
- ۲۔ اوکاڑوی صاحب نے صحابہ و تابعین کے بیزار ہونے کی کوئی دلیل نہیں دی، لہذا اس تحریر میں یہ اُن کا دوسرا جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی صاحب نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے جو روایت پیش کی ہے وہ ”حمید بن انس“ کی سند سے مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۵۱ ح ۳۵۲۴) ”حمید بن انس“ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ”حمید بن انس“ کی سند سے مروی ہے، اسے اسماعیلی نے بھی ”حمید قال انس“ کی سند سے روایت کیا ہے، دیکھئے فتح الباری (۲/۲۱۱ تحت ح ۷۲۵) حمید الطویل طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں (طبقات المدلسین ۱/۳۷)

یعنی حنفی نے بھی ان کی تدلیس کا اقرار کیا ہے (دیکھئے عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۸۰ تحت ح ۴۹) حمید مدلس کی یہ روایت عن سے ہے۔ ان الفاظ والی روایت میں سماع کی تصریح نہیں ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ اوکاڑوی صاحب بذات خود فرماتے ہیں: ”اور مدلس جو روایت عن سے کرے، وہ منقطع ہوتی ہے“ (تجلیات صفحہ ج ۲ ص ۷۸، مطبوعہ:

جمعیۃ اشاعۃ العلوم الخفیہ فیصل آباد، طبع اول ۱۹۹۸ء)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اگر اس قول کو رد کر دیا ہے تو ناراض ہونے کی بات نہیں، یہ قول ثابت ہی نہیں ہے۔ اس ضعیف روایت کے ترجمے میں اوکاڑوی صاحب نے خیانت کرتے ہوئے ”أحدہم“ کے ترجمے میں اپنی طرف سے بریکٹیں لگا کر ”(صحابہ تابعین)“ کے الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ بریکٹوں کے یہ الفاظ بے دلیل، غلط اور صحابہ کرام کی توہین کے مترادف ہیں۔

۳۔ اس بات کی اوکاڑوی صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی۔ عرض ہے کہ اگر یہ ضعیف و مردود روایت صحیح بھی ہوتی تو ”أحدہم“ سے مراد صحابہ وثقہ تابعین قطعاً نہیں ہیں بلکہ وہ مجہول اور نامعلوم ”حضرات“ ہیں جو سنت کے خلاف نمازیں پڑھتے تھے۔ جبکہ صحابہ کرام سے تو یہ ثابت ہے کہ وہ صف میں قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملاتے تھے۔ ثلث اللہ

۴۔ اس بات کی بھی اوکاڑوی صاحب نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اس اوکاڑوی دعویٰ کے برعکس یہ ثابت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے متصل پیچھے صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۵۵ ج ۳۸۰ ص ۳۸۰) صحیح مسلم (ج ۱ ص ۲۳۴ ج ۶۵۸) اور امین اوکاڑوی کے حاشیے والی صحیح بخاری کا نسخہ (ج ۱ ص ۲۲۸ ج ۳۷۱)۔

۵۔ جب یہ قول بلحاظ سند ضعیف ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ کا اسے نقل نہ کرنا بالکل صحیح ہے۔

۶۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، دونوں صحابیوں سے یہ ثابت ہے کہ صحابہ کرام قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملاتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۰) صحیح ابن حبان (موارد الظمان: ۳۹۶) صحابہ کرام سے اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ واللہ

اسماعیلی (وابن ابی شیبہ) والی ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت انس اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے اس انداز بیان سے کہ ہم میں سے ہر شخص ایسا کرتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صف بندی کا یہ انداز دور رسالت میں تھا بعد میں نہیں رہا.....“ (حدیث اور اہل حدیث ص ۵۱۵)

عرض ہے کہ جو طریقہ دور رسالت میں جاری و ساری تھا اور ”ہر شخص ایسا کرتا تھا“ اس کی واضح دلیل ہے تو یہ طریقہ ضعیف روایت کی وجہ سے کیوں کمر ترک ہو گیا؟

انوار خورشید دیوبندی نے اس بحث کے اختتام پر لکھا ہے کہ ”نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے.....“ (حدیث اور اہل حدیث ص ۵۱۹)

عرض ہے کہ صف بندی میں گردن سے گردن ملانے والی کوئی حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ”غیر مقلدین“ سے ان کی کیا مراد ہے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

”کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے“ (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

تھانوی صاحب کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ابوحنیفہ غیر مقلد تھے۔ اگر انوار خورشید صاحب امام ابوحنیفہ کو مخاطب بنائے بیٹھے ہیں تو عرض ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ کی گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ اگر وہ ”غیر مقلدین“ سے مراد اہل حدیث لیتے ہیں تو عرض ہے کہ ہمارا صفاتی نام اہل حدیث ہے، غیر مقلدین ہمارا صفاتی نام نہیں ہے۔ واللہ محمد پالنہ تھانی گجراتی دیوبندی لکھتا ہے: ”بڑی شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ فساد، بغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے ہیں، اپنی پیٹ بھرائی کے لئے دوسروں کو لہابی، وہابی، بدعتی، گمراہ، کافر، غیر مقلد وغیرہ کہتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں۔ ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔“ (شریعت یا جہالت ص ۱۰۸ مطبوعہ: مکتبہ خلیل، الوہاب مارکیٹ ۳۸۔ اردو بازار لاہور)

یہ کتاب محمد زکریا تبلیغی صاحب اور ابوالحسن ندوی صاحب کی تصدیق شدہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ زکریا صاحب، ندوی صاحب اور پالنہ تھانی صاحب کے نزدیک انوار خورشید صاحب نفس پرست ہیں۔ انھیں مذہب اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔

تنبیہ بلیغ: بعض لوگ صفوں میں چار انچ یا کم و زیادہ جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث و اجماع و آثار میں نہیں ہے۔ یہ صف بندی نہیں بلکہ ”صف دری“ یعنی صفیں چیرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صف چیرے اللہ اسے کاٹ دے۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد: ۶۶۶ و سندہ حسن، وصحیح ابن خزیمہ: ۱۵۴۹ والحاکم علی شرط مسلم ۲۱۳۱ ووافقه الذہبی) وما علينا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

جھوٹے قصے

بعض جھوٹے قصے عوام الناس میں مشہور ہیں مثلاً:

① خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشہور ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کے چار بیٹے شہید ہو گئے تھے۔ یہ قصہ محمد بن الحسن بن زبالہ نے بیان کیا ہے، دیکھئے الاصابہ (۲۸۸/۴) ابن زبالہ کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ”وکان کذاباً“ اور وہ جھوٹا تھا۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۱۰۶۰)

ابن معین نے مزید فرمایا: ”عَدُوُّ اللَّهِ“ یہ اللہ کا دشمن ہے۔ (الجرح والتعديل ۲۲۸/۷ و سندہ صحیح) اور فرمایا: ”وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَدِيثَ“ اور یہ حدیثیں چوری کرتا تھا۔ (التاریخ الکبیر للتجاری ۱/۶۷ ت ۱۵۴ و سندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے۔

② بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ طارق بن زیاد نے جب سپین (اندلس) پر حملہ کیا تھا تو کشتیاں جلانے کا حکم دے کر کشتیاں جلا ڈالی تھیں۔ کشتیاں جلانے والا یہ سارا قصہ جعلی اور من گھڑت ہے۔

دیکھئے ”کتب أخبار رجال أحادیث تحت المجهر“ (ص ۱۷-۱۹)

حافظ زبیر علی زئی

امام احمد بن حنبل کا مقام، محدثین کرام کی نظر میں (۲)

امام احمد کا زہد

۱۔ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۶ھ) فرماتے ہیں:

”کان أبي ربما أخذ القدوم و خرج إلى السكان يعمل الشيء بيده، وربما خرج إلى البقال فيشتري الجزرة الحطب والشيء فيحمله بيده“

میرے ابا بعض اوقات تیشہ لے کر، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے لئے آبادی تشریف لے جاتے۔ اور بعض اوقات وہ جا کر دکاندار سے لکڑیوں کا گٹھا اور کوئی چیز خرید کر خود اٹھا کر (گھر) لاتے تھے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۴۷۲ وسندہ صحیح)

۲۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں سرحدوں کی طرف (جہاد کے دوران میں لکڑیاں جمع کرنے کے لئے) پیدل چل کر جاتا تھا پھر ہم (لکڑیاں) اکٹھی کرتے تھے۔ میں نے (بعض) لوگوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے کھیت (فصل) خراب کر رہے ہیں۔ کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے کھیت (فصل) میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۲۵ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بن حنبل نے فرمایا:

”میں نے دیکھا کہ بعض اوقات میرے ابا (روٹی کا خشک ٹکڑا (زمین سے) اٹھاتے، پھر اس سے غبار صاف کرتے، پھر اسے پیالے میں رکھ دیتے، پھر اس پر پانی ڈال کر اسے بھگوتے پھر اسے نمک کے ساتھ کھا لیتے۔ میں نے آپ کو کبھی انار، سفرجل (ناشپاتی نما پھل) اور دوسرے پھل خریدتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ وہ ہندوانہ (تربوز) خرید کر اسے روٹی، انکوریہ کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کو کوئی (ایسی) چیز خریدتے ہوئے نہیں دیکھا۔“

(مناقب احمد ص ۲۵۱ وسندہ صحیح)

۴۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:

میرے ابا صرف مسجد، نماز جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی نظر آتے تھے۔ آپ بازاروں میں چلنا پھرنا پسند کرتے تھے۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۷۹، ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۵۔ عبد اللہ بن احمد سے دوسری روایت میں آیا ہے:

میرے ابا، لوگوں میں سب سے زیادہ تنہائی پر صبر کرنے والے تھے۔ وہ صرف مسجد، جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی

نظر آتے۔ وہ بازاروں میں چلنا ناپسند کرتے تھے۔ (مناقب احمد ص ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۶۔ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں:

”جب میرے ابا بڑی عمر کے اور بوڑھے ہو گئے تو قراءت قرآن اور ظہر و عصر کے درمیان کثرت نوافل میں (اور زیادہ) مصروف ہو گئے۔ میں جب اُن کے پاس جاتا تو نماز سے رُکتے، کبھی بات کرتے اور کبھی خاموش رہتے۔ یہ دیکھ کر جب میں باہر جاتا تو دوبارہ نماز شروع کر دیتے تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ کثرت سے خفیہ طور پر قراءت قرآن میں لگے رہتے تھے۔“
(مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ صحیح)

۷۔ ابو بکر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں تقریباً چار مہینے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) کے ساتھ معسکر (جہادی چھاؤنی) میں رہا ہوں۔ آپ رات کا قیام اور دن کی قراءت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ تم قرآن کب کرتے تھے مجھے اس کا پتا نہیں چلتا تھا کیونکہ آپ اسے خفیہ رکھتے تھے۔“
(مناقب احمد ص ۹۸ وسندہ صحیح)

۸۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”میرے ابا روزانہ دن رات میں تین سو (۳۰۰) نوافل پڑھتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کے بعد بیمار ہو کر کمزور ہو گئے تو روزانہ دن رات میں ایک سو پچاس رکعتیں پڑھتے۔ آپ اسی (سال کی عمر) کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ روزانہ قرآن مجید کا ساتواں حصہ تلاوت فرماتے، ہر ساتویں دن تکمیل قرآن کرتے۔ ہر ہفتے آپ کا ایک ختم مکمل ہو جاتا تھا۔ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا سا سوتے پھر صبح تک نماز اور دعائیں مصروف رہتے۔“ (مناقب احمد ص ۲۸۶ وسندہ صحیح)

آپ بچپن سے ہی شب بیدار تھے۔ دیکھئے کلمات توشیح: ۹۲

۹۔ آپ بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے جیسا کہ (آپ کے شاگرد) ابو بکر المروزی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔
دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۳ وسندہ صحیح)

۱۰۔ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(عباسی خلیفہ) متوکل نے آپ (احمد بن حنبل) کو بلایا۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس (متوکل) نے حکم دیا کہ محل خالی کر کے آپ (احمد) کے لئے کچھونے (قالین) بچھا دیئے جائیں۔ روزانہ اس کے دسترخوان پر طرح طرح کی چیزیں ہوتی تھیں۔ اُس نے مطالبہ کیا کہ میرے بچوں (شہزادوں) کو حدیث سنائیں لیکن امام احمد نے انکار کر دیا۔ آپ اس کے قالینوں پر نہیں بیٹھے اور نہ اس کے دسترخوان کی طرف (کبھی) نظر اٹھا کر دیکھا۔ آپ روزے سے رہتے تھے۔ جب افطاری کا وقت آتا تو اپنے (شاگرد) ساتھی کو کہتے کہ میرے لئے لویہ کا شوربا خرید کر لے آ۔ آپ اس سے روزہ افطار کرتے تھے۔ کئی دنوں تک آپ اسی حال میں رہے۔ اہل سنت میں سے علی بن الجہم [نامی ایک شخص] (امام) احمد

کے بارے میں اچھی رائے رکھتا تھا۔ اس نے امیر المؤمنین (متوکل) سے کہا: یہ زاهد آدمی ہیں، انھیں (ان چیزوں کا) کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امیر المؤمنین (متوکل) نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی تو احمد (بن حنبل) اپنے گھر لوٹ آئے۔“
(مناقب الامام احمد ص ۳۷۲ وسندہ صحیح)

۱۱۔ امام احمد رحمہ اللہ دنیا کے فتنوں سے بہت پریشان رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا:
”میں (کوڑوں کی سزا والے دنوں میں) موت کی تمنا کرتا تھا اور (اب) یہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دین کا فتنہ تھا۔ میں مارا اور قید برداشت کر لیتا تھا (لیکن اب) یہ دنیا کا فتنہ ہے۔“ (مناقب احمد ص ۳۷۷ وسندہ صحیح)
۱۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لما حملت إلى الدار مكثت يومين لم أطمع ، فلما ضربت جأؤني بسويق فلم أشرب
وأتممت صومي“

جب مجھے (جیل والے) گھر لے جایا گیا تو دو دن میں نے کچھ نہیں کھایا۔ پھر جب مجھے کوڑے مارے گئے تو وہ میرے پاس ستوکا شربت لائے لیکن میں نے نہیں پیا اور اپنا روزہ مکمل کیا۔ (مناقب الامام احمد ص ۳۳۵ وسندہ صحیح)
۱۳۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

”ایک شخص جو کوڑوں وغیرہ کی مار کا علاج کرتا تھا، اس نے میرے والد (احمد بن حنبل) کو دیکھا تو کہا: میں نے وہ آدمی بھی دیکھا ہے جسے ہزار کوڑے لگائے گئے تھے مگر میں نے ایسی مار نہیں دیکھی۔ پشت اور سینے پر مار کے نشانات تھے۔ پھر اس نے سلائی لے کر بعض زخموں میں داخل کی اور کہا کہ یہ سلائی زخم کے منہ تک نہیں پہنچی۔ وہ آکر آپ کا علاج کرتا تھا۔ آپ (امام احمد) کے چہرے پر بھی کئی ضربیں لگی تھیں۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ منہ کے بل (زمین پر) پڑے رہے۔ پھر فرمایا: یہ ایک چیز (زخم کی پھٹی ہوئی کھال) ہے جسے میں کاٹنا چاہتا ہوں۔ وہ طبیب چھٹے سے کھال پکڑتا اور چھری سے کاٹتا تھا۔ آپ (امام احمد) اس پر صابروں سے دھو کر لے کر آتے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کر رہے تھے۔ پھر اللہ نے آپ کو شفا دی مگر کئی مقامات پر زخموں کا درد باقی رہا، آپ کی پشت پر وفات تک کوڑوں کی ضرب کا اثر باقی رہا۔ رحمہ اللہ آپ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے اپنی پوری کوشش کر لی، میں چاہتا ہوں کہ میں عذاب سے بچ جاؤں اور میرا معاملہ برابر برابر ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔“ (مناقب احمد ص ۳۴۶، ۳۴۷ وسندہ صحیح)
ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

”امام احمد کو کوڑے لگنے کے تقریباً تین سال بعد میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: کیا ضربوں کے اثرات زائل ہو گئے ہیں؟ تو انھوں نے بایاں ہاتھ نکال کر بتایا کہ یہ شیل ہو چکا ہے اور اس کا درد ابھی تک محسوس ہو رہا ہے۔“
(مناقب احمد ص ۳۴۷ وسندہ صحیح)

تنبیہ: امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خلقِ قرآن کے مسئلے پر ظالموں نے کوڑے لگائے تھے جن کا مذہبی سردار احمد بن ابی دوانامی ایک شیطان تھا۔

امام احمد اور تمام اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ جبکہ ابن ابی دواذ معزلی یہ کہتا پھرتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔ (معاذ اللہ)

اس خبیث معزلی نے بے وقوف حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا کر جہمی بنالیا تھا۔

۱۴۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا تھا جنہوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انہیں کوڑے لگائے تھے۔ دیکھئے مناقب الامام احمد (ص ۳۴۴ وسندہ صحیح)

۱۵۔ امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(امام) احمد ہمارے پاس تقریباً دو سال رہے۔ میں نے انہیں دینار (یعنی بہت زیادہ دولت) دینے کی کوشش کی مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

”انا بخیر“ میں خیریت سے ہوں۔ (مناقب احمد ص ۲۲۶ وسندہ حسن)

۱۶۔ امام احمد اپنے جیل کے ساتھی محمد بن نوح (رحمہ اللہ) کا ذکر خیر کرتے تھے جس نے آپ کو قید کی حالت میں نصیحتیں کی تھیں کہ ثابت قدم رہیں، آپ میرے جیسے نہیں ہیں۔ تمام لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ۲۱۸ھ میں محمد بن نوح رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو امام احمد نے جیل میں ہی ان کا جنازہ پڑھا۔

(دیکھئے مناقب احمد ص ۳۱۵، ۳۱۶ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۳/۳۲۳ وسندہ صحیح)

۱۷۔ محمد بن عبد اللہ بن طاہر (عباسیوں کے مقرر کردہ ایک حکمران) نے امام احمد سے ملاقات کی کوشش کی مگر آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۹ وسندہ صحیح)

آپ حکمرانوں اور دولت سے بہت دور بھاگتے تھے۔ رحمہ اللہ

سیرت احمد

۱۔ امام احمد اپنے سر اور داڑھی کو تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں بھی مہندی لگاتے تھے۔

دیکھئے حلیۃ الاولیاء (ج ۹ ص ۱۶۲ وسندہ صحیح) و مناقب احمد (ص ۲۰۸ وسندہ صحیح)

۲۔ نوح بن حبیب رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں:

”میں نے ۱۹۸ (ہجری) میں دیکھا (امام) ابو عبد اللہ احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) مسجد خیف (منیٰ، مکہ) میں، ایک ستون سے ٹیک لگائے اصحاب الحدیث کو فقہ اور حدیث کا درس دے رہے تھے۔ آپ حج کے مسائل میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔“ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۴ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بیان کرتے ہیں:

میرے ابا کی ایک ٹوپی تھی جسے انھوں نے اپنے ہاتھ سے سیاتھا، اس (ٹوپی) میں رُوئی تھی۔ جب آپ رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اسے پہن لیتے تھے۔ آپ کثرت سے سورہ کہف کی تلاوت فرماتے تھے۔

(مناقب احمد ص ۲۸۷ وسندہ صحیح)

۴۔ امام احمد ہر جمعے کو تلاوت قرآن مکمل کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ دعا کرتے اور آپ کے بچے وغیرہ آمین کہتے تھے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۶۹ وسندہ صحیح)

وفات حسرت آیات

۱۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

”فما سمع أبي يثن في مرضه ذلك إلى أن توفي رحمه الله“ میرے ابا کی بیماری میں اُن کی وفات تک کسی نے بھی کراہنے اور آہ بھرنے کی آواز نہیں سنی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۳ وسندہ صحیح، مناقب الامام احمد ص ۴۰۸)

۲۔ ابوالنضر اسماعیل بن عبداللہ بن میمون بن عبدالحمید العجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

میں ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) کے پاس آپ کے آخری زمانے میں ملاقات کے لئے آیا۔ آپ باہر نکل کر دہلیز پر بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا: اے ابو عبداللہ! آپ بعض فقہی مسائل میں توقف کرتے تھے، کیا اب آپ نے ان میں کوئی موقف اختیار کر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

”اے ابوالنضر یہ (دنیا سے) رواگئی کا وقت ہے، یہ عمل کا زمانہ ہے۔“

آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم اُنھ کھڑے ہوئے۔ (مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ حسن)

۳۔ ابوبکر المروزی فرماتے ہیں:

”ابو عبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) ۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بدھ کی رات کو بیمار ہوئے اور نو (۹) دن بیمار رہے۔“

(مناقب احمد ص ۴۰۴ وسندہ صحیح)

عیادت کرنے والے لوگ گروہ درگروہ آکر آپ کو سلام کرتے تو آپ ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے تھے۔ ابن طاہر (حاکم) اور قاضیوں نے عیادت کی اجازت مانگی مگر امام احمد نے انھیں اجازت نہیں دی۔ آپ نے اپنی آخری بیماری میں چھوٹے معصوم بچوں کو بُلا کر بیمار سے ان کے سروں پر ہاتھ رکھا۔ آپ بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ اس حالت میں بھی رکوع سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

(مروزی فرماتے ہیں:) جمعات کے دن میں نے آپ کو وضو کرایا تو آپ نے فرمایا کہ (میری) انگلیوں کا خلال کرو۔ جمعہ کے دن آپ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف پھیر رکھا تھا۔ دوپہر سے پہلے آپ کی روح

جسم سے نکل گئی اور لوگوں نے (گلی کوچوں میں) رونا شروع کر دیا گویا کہ ساری دنیا تباہ ہو گئی ہے۔
(مناقب احمد ص ۴۰۶ و سندہ صحیح)

۴۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

”جعل أبی یحمرک لسانہ الی أن توفی“ میرے ابا (وفات کے وقت) اپنی زبان ہلاتے رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے [یعنی لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ پڑھ رہے تھے۔] (مناقب احمد ص ۴۰۹ و سندہ صحیح)

۵۔ ابو الحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن عبید اللہ بن سہل بن الزاغونی البغدادی الحسینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۷ھ) فرماتے ہیں: ”کشف قبر إمامنا أحمد بن حنبل حين دفن الشریف أبو جعفر إلی جانبہ، وحشته لم تتغیر و کفنه صحیح لم یبل“

جب شریف ابو جعفر کو ہمارے امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کی قبر کے پاس دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھل گئی۔ آپ کا جسم تبدیل نہیں ہوا تھا (صحیح و سالم تھا) اور کفن بھی خراب نہیں ہوا تھا۔ (مناقب الامام احمد ص ۴۸۳ و سندہ صحیح)

۶۔ محمد بن مہران الجمال، ابو جعفر الرازی رحمہ اللہ، ثقہ حافظ (متوفی ۲۳۹ھ) نے امام احمد کی وفات پر آپ کے بارے میں ایک بہترین خواب دیکھا تھا جسے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(دیکھئے مناقب الامام احمد ص ۴۳۵ و سندہ صحیح)

۷۔ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی رحمہ اللہ نے ۲۲۸ھ میں امام احمد کے بارے میں ایک بشارت والا خواب دیکھا تھا۔ (دیکھئے مناقب احمد ص ۴۶۹ و سندہ صحیح)

اس خواب اور دوسرے خوابوں کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ دین کا دار و مدار خوابوں پر نہیں بلکہ دلائل پر ہے۔ والحمد للہ

امام احمد کی کتابیں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو کتابیں لکھی یا لکھوائی ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مسند الامام احمد (چھ جلدوں میں کافی عرصے سے مطبوع و معروف ہے۔ اب حال ہی میں تحقیق و تخریج کے ساتھ پچاس جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔)

۲۔ کتاب فضائل الصحابہ (دو جلدوں میں الشیخ الصالح الامام وصی اللہ بن محمد عباس البندی المدنی المکی حفظہ اللہ کی تحقیق سے مطبوع ہے)

۳۔ کتاب الزہد (ایک جلد میں مطبوع ہے)

۴۔ کتاب الاثریہ (ایک جلد میں مطبوع ہے)

- ۵۔ احکام النساء (ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو چھپا ہوا ہے)
- ۶۔ کتاب الایمان (؟)
- ۷۔ کتاب النوادر (؟)
- بعض الناس نے بغیر کسی دلیل کے ”کتاب فضائل الصحابة“ کو امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد سے منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم
- ۸۔ کتاب العلل و معرفة الرجال (دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ شیخ وصی اللہ المکی کی تحقیق سے بھی چھپ چکی ہے۔) تنبیہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بعض کتابیں اور رسالے منسوب ہیں جو کہ تحقیقی میدان میں قطعاً ثابت نہیں ہیں مثلاً: ”کتاب الصلوٰۃ“ موضوع ہے۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۳۰، کتب حدیث رضا العلماء ۲/۲۹۸) ”رسالة المسی فی صلاتہ“ باطل ہے۔ (دیکھئے النبلاء ۱۱/۲۸۷) ”الرد علی الجہمیۃ“ موضوع ہے۔ (النبلاء ۱۱/۲۸۶) ”رسالة الاصطخري“ ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے النبلاء ۱۱/۲۸۶) وطبقات الحنابلہ بتعلقی ۲۴۱-۳۶ (مسند کے نام، امام احمد کا خط بھی باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے طبقات الحنابلہ ۳۴۱-۳۴۵)

مسند امام احمد کے متعلق شبہات کا ازالہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسولہ الامین ، أما بعد :

امام اہل سنت شیخ الاسلام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ”المسند“ مسند امام احمد محدثین کرام کے مابین ہمیشہ مشہور و معروف رہی ہے۔ اس مسند کی خصوصیتوں پر حافظ ابو موسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے ”خصائص المسند“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو مسند احمد (تحقیق احمد محمد شاہ کرج ص ۲۰ تا ۲۷) کے ساتھ مطبوع و معروف ہے۔ ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر المدینی رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ذہبی کہتے ہیں:

”الإمام العلامة، الحافظ الكبير، الثقة، شيخ المحدثين...“ (سیر اعلام النبلاء ۱۵۲/۲۱)

چونکہ چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض منکرین حدیث نے مسند الامام احمد کے بارے میں خود ساختہ شکوک و شبہات تراشنے کی کوشش کی ہے لہذا اس مختصر و جامع مضمون میں مسند احمد کا تحقیقی ثبوت اسماء الرجال، کتب حدیث اور ناقابل تردید دلائل سے پیش خدمت ہے۔

مسند احمد کا ثبوت بیرونی دلائل سے

- ۱۔ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:
- ”سألت أبي عن عبد العزيز بن أبان ، قال : لم أخرج عنه في المسند شيئاً“

میں نے اپنے ابا (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے عبدالعزیز بن ابان (ایک متروک راوی) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اس سے ”المسند“ میں کوئی روایت درج نہیں کی۔

(کتاب العلل و معرفة الرجال ج ۲ ص ۲۵۷ فقرہ: ۱۸۵۸ دوسرا نسخہ: ۵۳۲۶، کتاب الضعفاء الکبیر للعقيلي ۱۶/۳ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدي ۱۹۲۶/۵، دوسرا نسخہ ۵۰۳/۶، تاریخ بغداد ۴۳۵/۱۰)

۲۔ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں:

”و ضرب أبي علي حديث كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف ولم يحدثنا بها في المسند“
اور میرے ابا (احمد بن حنبل) نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف (ایک سخت ضعیف راوی) کی (بیان کردہ) حدیثوں کو کاٹ دیا اور ہمیں یہ حدیثیں ”المسند“ میں نہ سنائیں۔ (کتاب العلل و معرفة الرجال ج ۲ ص ۲۱۱ فقرہ: ۱۳۹۵)
۳۔ حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے کہا:

”جَمَعَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَنَا وَصَالِحٌ وَعَبْدُ اللَّهِ وَقُرَأَ عَلَيْنَا الْمُسْنَدُ وَمَا سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرُنَا“
ہمیں احمد بن حنبل نے جمع کیا: مجھے، صالح (بن احمد بن حنبل) اور عبد اللہ (بن احمد) کو اور ہمیں ”المسند“ سنائی، آپ سے ہمارے سوا کسی نے یہ مسند نہیں سنی۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزي ص ۱۹۱ وسندہ حسن، خصائص المسند لابی موسیٰ المدینی ص ۲۱)

۴۔ ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری (متوفی ۴۰۵ھ) نے کہا:

”هَذَا الْحَدِيثُ فِي الْمُسْنَدِ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَكَذَا“

یہ حدیث ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کی مسند میں اسی طرح ہے۔ (المستدرک ج ۳ ص ۱۵۷ ح ۴۵۷)

۵۔ ابوالقاسم عبد الواحد بن علی بن برہان العکبری الحنفی (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

”وله كتاب غريب الحديث، صنفه علي مسند أحمد بن حنبل“

اور اس (ابو عمر محمد بن عبد الواحد النخعي الزاهد متوفی ۳۴۵ھ) نے مسند احمد بن حنبل (کی لغوی شرح) پر ”غریب الحديث“ کتاب لکھی۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۵۸، ۳۵۹ ت ۸۶۵ وسندہ صحیح)

۶۔ محدث کبیر شیخ الاسلام ابو موسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے مسند احمد کی خصوصیتوں پر رسالہ ”خصائص المسند“ لکھا اور کہا: ”وهذا الكتاب أصل كبير ومرجع وثيق لأصحاب الحديث“

اور یہ کتاب اصحاب الحديث کا قابل اعتماد مرجع اور اصل کبیر ہے۔ (خصائص المسند ص ۲۱)

۷۔ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن ہارون عرف ابن ابی شیخ فرماتے ہیں:

”وسمعت من ابن مالك القطيعي جميع مسند أحمد بن حنبل“

- اور میں نے (احمد بن جعفر) ابن مالک القطیعی سے ساری مسند احمد بن حنبل سنی ہے۔
(تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۲۲ ت ۲۲۵ وسندہ صحیح)
- ۸۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ابن المذہب کے بارے میں کہا:
”وكان يروي عن ابن مالک القطيعي مسند أحمد بن حنبل بأسره“
وہ ابن مالک القطیعی سے پوری مسند احمد بن حنبل روایت کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۳۹۰/۷ ت ۳۹۲)
- ۹۔ ابو یعلیٰ الحللی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے کہا: ”سمع ببغداد مسند أحمد بن حنبل من القطيعي“
اس نے بغداد میں قطیعی سے مسند احمد بن حنبل سنی۔ (الارشاد فی معرفۃ علوم الحدیث ۴۰/۲)
- ۱۰۔ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۳ھ) نے ایک روایت کے بارے میں کہا:
”ولم أر هذا الحديث في مسند أحمد“
اور میں نے یہ حدیث مسند احمد میں نہیں دیکھی۔ (الاحادیث المختارہ ۳۸۲/۸ ج ۲ ص ۴۷۲)
- ۱۱۔ ابن نقطۃ بغدادی (متوفی ۶۲۹ھ) نے کہا: ”سمعت منه مسند أحمد وكان شيخاً صالحاً“
میں نے اس سے مسند احمد سنی اور وہ نیک شیخ تھے۔ (التقید ص ۴۶۶ ت ۶۲۷)
- ۱۲۔ یاقوت بن عبد اللہ الحموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی کے بارے میں کہا:
”وبطريقه يروي مسند أحمد بن حنبل“
اور اس کی سند سے مسند احمد بن حنبل مروی ہے۔ (معجم البلدان ۳۷۷/۲) نیز دیکھئے معجم البلدان (ج ۲ ص ۸۱)
اسی طرح ابن الجوزی، حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور حافظ ابن حجر وغیرہم نے مسند احمد کو
امام احمد بن حنبل سے بطور جزم منسوب کیا ہے۔
- شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الذب الأحمدة عن مسند الإمام أحمد“ میں بیس (۲۰)
سے زیادہ علماء کے اقوال باحوالہ پیش کئے ہیں جو مسند احمد کو امام احمد کی تصنیف مانتے ہیں۔
یہ چند بیرونی و ناقابل تردید دلائل ہیں کہ مسند احمد امام احمد کی واقعی تصنیف ہے اور یہ عظیم کتاب متقدمین و متاخرین میں
مشہور و متداول رہی ہے۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی مشہور کتاب ”المستدرک“ میں امام احمد سے تین سو سے زیادہ
روایات لی ہیں۔ مثلاً دیکھئے المستدرک (۱۳۰/۱ ج ۱ ص ۴۷۷) والمستدرک (۲۷۷/۵)

مسند احمد کی سند کی تحقیق

مسند احمد کی سند درج ذیل ہے:

”أخبرنا الشيخ أبو القاسم هبة الله بن محمد بن عبد الواحد بن أحمد بن الحسين الشيباني

قراءة عليه وأنا أسمع فأقربه، قال: أخبرنا أبو علي الحسن بن علي بن محمد التميمي الواعظ ويعرف بابن المذهب قراءة عليه من أصل كتابه، قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالك القطيعي قراءة عليه قال: حدثنا أبو عبد الرحمن عبد الله بن أحمد بن محمد بن حنبل قال: حدثني أبي أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد من كتابه قال..... “ (ج ۱ ص ۲ قبل ج: ۱)

مسند احمد کے نچلے راوی سے لے کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تک سند صحیح و حسن لذاتہ ہے۔ مسند احمد کے راویوں کا مختصر تذکرہ علی الترتیب درج ذیل ہے:

① مسند احمد کے پہلے راوی: عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) ہیں۔

ابن ابی حاتم الرازی نے کہا: ”وكان صدوقاً ثقة“ اور وہ ثقہ صدوق تھے۔ (الجرح والتعديل ج ۵ ص ۷)

خطیب بغدادی نے کہا: ”وكان ثقة ثبتاً فهما“ (تاریخ بغداد ۹/۳۷۵)

ابن الجوزی نے کہا: ”وكان حافظاً ثقة ثبتاً“ (المستطعم ۱۳/۱۷۱)

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ثقة“ (تقریب التہذیب: ۳۲۰۵)

حافظ ذہبی نے کہا: ”كان صيناً ديناً صادقاً صاحب حديث واتباع وبصر بالرجال“

(سير اعلام النبلاء ۱۳/۵۲۳)

حافظ ابن کثیر نے کہا: ”كان إماماً حافظاً ثبتاً“ (البراہین والنبایہ ۱۱/۱۰۳)

ابن الجوزی نے کہا: ”الثقة الشهير ابن الإمام الكبير“ (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۸/۴۰۸)

حافظ ذہبی نے کہا: (ابو الحسن احمد بن جعفر) ابن المنادی نے اپنی تاریخ میں کہا: ”لم يكن أحد روى في الدنيا

عن أبيه منه عن أبيه، لأنه سمع منه المسند وهو ثلاثون ألفاً..... وما زلنا نرى أكابر شيوخنا

يشهدون له بمعرفة الرجال وعلل الحديث والأسماء والمواظبة على الطلب....“

(تاریخ الاسلام ۲۱/۱۹۹ واللفظ لہ، سیر اعلام النبلاء ۱۳/۵۲۱ وعنده: ”أروى“ وهو الصواب)

ابن العمدان نے کہا: ”وكان ثبتاً فهما ثقة“ (شذرات الذهب ۲/۲۰۳)

حاکم نیشاپوری نے عبد اللہ بن احمد کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں کہا: ”هذا حديث صحيح بهذا الإسناد“

(المستدرک ۲/۲۳۶ ج ۵۸۵، دوسرا نسخہ ۲/۲۶۲)

② مسند احمد کا دوسرا راوی: ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطيعي (متوفی ۳۶۸ھ) ہے۔

ابوبکر البرقانی نے طویل کلام کے بعد بالآخر کہا: ”وإلا فهو ثقة“ ورنہ وہ ثقہ ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۷۷۷ ۱۶۹۷)

وسندہ صحیح) اور کہا: ”حتی ثبت عندی أنه صدوق لا یشک فی سماعه“، حتی کہ میرے نزدیک ثابت ہو گیا کہ وہ سچا ہے، اس کے (احادیث) سننے میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۷۴ وسندہ صحیح) ابن الجوزی نے کہا: ”وکان کثیر الحدیث ثقة“ (المختصر ۲/۲۶۱) حاکم نے اس کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔ (المستدرک ۲/۲۳۶) اور اس شخص پر انکار کیا جو احمد بن جعفر پر جرح کرتا تھا۔ حاکم اُس (احمد بن جعفر) کے حال کو اچھا سمجھتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۴/۷۴ وسندہ صحیح) ابن الجوزی نے کہا: ”ثقة مشهور مسند“ (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۴/۳۳۱ ت ۱۷۹) ذہبی نے کہا: ”الشیخ العالم المحدث“ (سیر اعلام النبلاء ۱۶/۲۱۰) اور کہا: ”وکان شیخاً صالحاً“ (العمر فی خبر من غیر ۲/۱۲۸) اور کہا: ”صح..... صدوق فی نفسه مقبول، تغیر قلیلاً“ (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۸۷) فائدہ: حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں جس راوی کے ساتھ ”صح“ کی علامت لکھیں تو وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۲/۱۰۹، ۷/۱۶۷) اور البدر المنیر لابن الملقن (۱/۶۰۸) ابن کثیر نے کہا: ”وکان ثقة کثیر الحدیث“ (البدایہ والنہایہ ۱۱/۳۱۲) الضیاء المقدسی نے المختارہ میں احمد بن جعفر القبطی سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۸۳۱ ح ۸) ابونعیم الاصبہانی نے ”المستخرج علی صحیح مسلم“ میں احمد بن جعفر سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۵۰۲ ح ۲۷۵) اس زبردست توثیق کے مقابلے میں اب جرح اور اس پر تبصرہ پیش خدمت ہے:

خطیب نے کہا: ”حدثت عن أبي الحسن بن الفرات قال: كان ابن مالک القطيعي مستوراً صاحب سنة کثیر السماع [سمع] من عبد الله بن أحمد وغيره إلا أنه خلط في آخر عمره وكف بعده وخرف حتى كان لا يعرف شيئاً مما يقرأ عليه“ (تاریخ بغداد ۴/۷۴)

اس قول میں خطیب کا استاد نامعلوم و مجہول ہے۔ ابوالحسن محمد بن العباس بن احمد بن محمد بن الفرات البغدادي رحمہ اللہ ۳۸۲ھ میں فوت ہوئے جبکہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے لہذا یہ سند منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱: ابوالفتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن ابی الفوارس البغدادي رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے کہا: ”أبو بكر بن مالک كان مستوراً صاحب سنة، ولم يكن في الحديث بذاك، له في بعض المسند أصول فيها نظر ذكر أنه كتبها بعد الغرق“ ابوبکر بن مالک مستور صاحب سنت تھا اور وہ حدیث میں قوی نہیں تھا۔ اس کے مسند احمد کے بعض اصول میں نظر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے انھیں غرق (سیلاب) کے بعد لکھا تھا۔

(تاریخ بغداد ۴/۷۴)

حافظ ابن حجر کی تقریب التہذیب اور اصول حدیث کے علاوہ متاخرین کی اصطلاح میں ثقہ اور نیک آدمی کو مستور بھی

کہتے ہیں۔ یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے۔

اول: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: اس کا تعلق اختلاط سے ہے اور اختلاط کا جواب آگے آ رہا ہے۔ واللہ

۲: خطیب بغدادی نے کہا:

اور وہ بہت حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔ اس نے عبد اللہ بن احمد سے مسند، کتاب الزہد، التاریخ اور المسائل وغیرہ بیان کئے۔ اس کی بعض کتابیں ڈوب گئی تھیں تو اس نے وہ نسخے لے کر نقل کر لئے جن میں اس کا سماع نہیں تھا، اس وجہ سے لوگوں نے اس پر کلام کیا لیکن ہم نے یہی دیکھا ہے کہ کوئی بھی اس سے روایت اور حجت پکڑنے میں نہیں رکا۔ متقدمین میں سے دارقطنی اور ابن شاپین نے اس سے روایت کی ہے۔ (تاریخ بغداد ۷/۴۳۷)

یہ جرح بھی دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: اس کا تعلق اختلاط سے ہے۔

۳: ابن اللبان الفرضی (ثقة امام) نے احمد بن جعفر کے بارے میں کہا:

”لا تذهبوا إلیہ فإنہ قد ضعف واختل“ ان کے پاس (حدیث سننے کے لئے) نہ جاؤ کیونکہ وہ کمزور ہو چکے ہیں اور اختلاط کا شکار ہو گئے ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۵۸۳ اسناد صحیح)

اس جرح کا تعلق اختلاط سے ہے۔

حافظ ابن الجوزی، حافظ ذہبی اور علامہ عبد الرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی وغیرہم نے جرحین کی جرح کو رد کر کے جمہور کی توثیق کو ہی ترجیح دی ہے۔ مثلاً دیکھئے التتکیل بمافی تأنیب الکوثری من الاباطیل (۱۰۱/۱-۱۰۳/۱)

ابن الصلاح الشہر زوری نے جب احمد بن جعفر پر اختلاط کی جرح کی تو حافظ ابو الفضل بن الحسین العراقی نے بتایا: دارقطنی، ابن شاپین، حاکم، برقانی، ابو نعیم اصبہانی اور ابو علی بن المذہب نے احمد بن جعفر کی حالتِ صحت میں اس سے حدیثیں سنی ہیں۔ دیکھئے التقیید والایضاح (ص ۳۶۵)

حافظ ابن حجر نے کہا: ”کان سماع أبي علي بن المذهب منه لمسند الإمام أحمد قبل إختلاطه، أفاده شيخنا الحافظ أبو الفضل بن الحسين“ ابو علی بن المذہب کا اس سے مسند احمد کا سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔ یہ بات ہمارے شیخ حافظ ابو الفضل بن الحسین (العراقی) نے بتائی ہے۔ (لسان المیزان ۱۳۵۱، ۱۳۶)

معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند میں اختلاط کا اعتراض مردود ہے۔

۳۔ مسند احمد کا تیسرا راوی ابو علی الحسن بن علی بن محمد التمیمی عرف ابن المذہب (متوفی ۴۴۴ھ) ہے۔

الضیاء المقدسی نے المختارہ میں ابن المذہب سے روایت درج کر کے اپنے نزدیک اس کی توثیق کر دی۔ مثلاً دیکھئے (ج ۸ ص ۸۳ ح ۸) یعنی وہ الضیاء المقدسی کے نزدیک ثقہ ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ”ولا يعرف فيه إلا الخير والدين“ اس میں صرف خیر اور دین ہی معروف ہے۔
(المنتظم ۱۵/۳۳۷)

ابن کثیر نے کہا: ”وكان ديناً خيراً“ وہ دیندار نیک آدمی تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۲/۶۸)

ذہبی نے کہا: ”الإمام العالم، مسند العراق“ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۶۴۰)

حافظ ذہبی نے ابن المذہب کے ساتھ ”صح“ کی علامت لکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہے۔
(دیکھئے میزان الاعتدال ۱۱/۵۱۱)

ہبۃ اللہ بن محمد بن عبد الواحد الشیبانی نے کہا: ”أخبرنا الشيخ المحدث العالم“

(المصعد الاحمد لشمس الدين ابن الجوزي ص ۲۹)

اس کے مقابلے میں خطیب بغدادی، ابوطاہر السلفی اور شجاع الذہلی نے ابن المذہب پر جرح کی۔

خطیب کی جرح ان کی اپنی توثیق سے معارض ہے۔ خطیب نے ابن المذہب سے ایک روایت بیان کرنے کے بعد کہا:

”ورجال إسناده كلهم ثقات“ اس سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۶ ح ۷۳۸)

معلوم ہوا کہ خطیب نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا ہے لہذا ان کی جرح منسوخ ہے۔

السلفی اور شجاع الذہلی کی جرح جہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

خلاصۃ التحقيق: ابن المذہب حسن الحديث راوی ہے۔

۴۔ مسند احمد بیان کرنے والا چوتھا راوی ہبۃ اللہ بن محمد بن عبد الواحد الشیبانی (متوفی ۵۲۵ھ) ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ”وكان ثقة صحيح السماع، وسمعت منه مسند الإمام أحمد جميعه“

وہ ثقہ (اور) صحیح السماع تھے، میں نے ان سے ساری مسند امام احمد سنی ہے۔ (المنتظم ۱۷/۲۶۸)

ابن النجار نے کہا: ”وكان شيخاً حسناً متيقظاً صدوقاً صحيح السماع“

(المستفاد من ذیل تاریخ بغداد لابن الدمیاطی ۱۹/۲۵۱)

ذہبی نے کہا: ”وكان ديناً صحيح السماع“ (العبر ۲/۴۲۷) اور کہا: ”الشيخ الجليل، المسند

الصدوق، مسند الآفاق..“ (سیر اعلام النبلاء ۱۹/۵۳۶)

ابن کثیر نے کہا: ”وكان ثقة ثبتاً صحيح السماع“ (البدایہ والنہایہ ۱۲/۲۱۸)

ابن العمدانے کہا: ”وكان ديناً صحيح السماع“ (شذرات الذہب ۴/۷۷)

ہبۃ اللہ بن محمد کے بارے میں اس کے شاگرد ابوعلی حنبل بن عبد اللہ بن الفرّج البغدادی الرصافی نے کہا: ”أخبرنا الشيخ الصدر العالم الصالح المعمر ، رئيس العراق، المسند...“ (المصدر الاحمد ص ۲۹)
اس زبردست توثیق کے مقابلے میں ہبۃ اللہ بن محمد پر کوئی جرح نہیں ہے۔

تنبیہ: ہبۃ اللہ بن محمد سے مسند احمد کا راوی حنبل بن عبد اللہ بن الفرّج (متوفی ۶۰۴ھ) ہے۔

دیکھئے الموسوعة الحديثية (۱۶۱/۱)

حنبل کے بارے میں ابن نقطہ نے کہا: ”وكان سماعه صحيحاً“ اور اس کا سماع صحیح تھا۔ (التقييد ص ۲۵۹ ت ۳۲۰) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۴۳۱/۲۱)

شمس الدین احمد بن عبد الواحد السعدی المقدسی نے کہا: ”أخبرنا به الشيخ الصالح الثقة المسند أبو علي حنبل بن عبد الله...“ (المصدر الاحمد ص ۲۹)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند حسن لذاتہ اور ثابت ہے اور بیرونی دلائل سے معلوم ہوا کہ مسند احمد صحیح و ثابت ہے لہذا منکرین حدیث کا اس پر حملہ مردود ہے۔ واللہ

تنبیہ: مسند احمد کی اسانید اور متون دوسری کتابوں میں بھی کثرت سے ملتے ہیں مثلاً مسند احمد کی پہلی روایت عبد اللہ بن نمیر سے مروی ہے۔ اور یہی روایت عبد اللہ بن نمیر کی سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵۴/۵، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱

میں نے اپنے ابا سے پوچھا: رافضی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دے (وہ رافضی ہے)۔ میں نے پوچھا: جو شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو گالیاں دے (وہ کیسا ہے)؟ آپ نے فرمایا: میں ایسے شخص کو اسلام پر (یعنی مسلمان) نہیں سمجھتا۔ (مناقب الامام احمد ص ۱۶۵ و سندہ صحیح)

۲۔ عبد الملک بن عبد الحمید المیمونی فرماتے ہیں کہ (امام) احمد بن حنبل نے فرمایا:
”إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا يَذْكُرُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِسُوءٍ فَاتَّهَمَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ“
جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو برا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔
(مناقب احمد ص ۱۶۰ و سندہ صحیح)

۳۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) جنتی ہیں۔
(مسائل عبد اللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۲۰ تا ۱۸۳۴ مناقب احمد ص ۱۶۰ و سندہ صحیح)

۴۔ محمد بن عوف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا:
”... وَمَنْ قَدَّمَ عَلِيًّا عَلَى عُثْمَانَ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَأَبَى بَكَرٍ وَعَمْرٍو عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَلَا أَحْسَبُ يَصْلِحُ لَهُ عَمَلٌ“

اور جو شخص علی (رضی اللہ عنہ) کو عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ترجیح دے تو اس شخص نے رسول اللہ، ابوبکر، عمر اور مہاجرین پر طعن کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ (مناقب احمد ص ۱۶۲ و سندہ صحیح)

۵۔ مسئلہ فضیلت میں سیدنا امام احمد رحمہ اللہ کا موقف و عقیدہ یہ تھا کہ (نبی ﷺ کے بعد اس امت میں) سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر ہیں اور پھر عثمان ہیں۔ پھر آپ سکوت فرماتے تھے۔

(مسائل عبد اللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۸ فقرہ: ۱۸۳۱)

۶۔ خلفائے راشدین کے بارے میں امام احمد کا یہ عقیدہ تھا کہ ابوبکر و عمر و عثمان اور علی خلفاء (یعنی خلفائے راشدین) میں سے ہیں۔ (مسائل عبد اللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۹ فقرہ: ۱۸۳۲ مسائل ابی داؤد ص ۲۷۷)

اس مسئلے میں آپ سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے قائل تھے۔ یہ حدیث مسند احمد (۲۲۱/۵) و سنن ابی داؤد (۴۶۴۶) و سنن ترمذی (۲۲۲۶) وغیرہ میں حسن سند کے ساتھ موجود ہے۔

۷۔ ابن ہانی سے روایت ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا:

ایک آدمی (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیتا ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ (سوالات ابن ہانی: ۲۹۶)

۸۔ جو لوگ کہتے تھے کہ ہم (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ”خال المؤمنین“ مومنوں کا ماموں، نہیں کہتے تو امام احمد ان پر

سخت ناراض ہوتے۔ (دیکھئے السنۃ للخلال: ۲۵۸ و سندہ صحیح)

ایک آدمی نے امام احمد سے اس آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا جو کہتا تھا کہ ”میں معاویہ کو کاتبِ وحی نہیں مانتا اور نہ انھیں خال المؤمنین کہتا ہوں۔ اس نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا“ تو امام احمد نے جواب دیا:

”هَذَا قَوْلٌ سَوَاءٌ رَدِّي، يَجَانِبُونَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ (لَا) يَجَالِسُونَ وَنَبِينَ أَمْرَهُمُ لِلنَّاسِ“

یہ بُرادرِ قول ہے۔ ان لوگوں سے بائیکاٹ کرنا چاہئے، ان کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے۔ اور لوگوں کو ان کے بارے میں بتادینا چاہئے۔ (السنۃ للخلال: ۲۵۹ و سندہ صحیح)

۹۔ ابوبکر المروزی نے امام احمد سے پوچھا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) افضل تھے یا عمر بن عبدالعزیز؟ افضل تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: معاویہ افضل ہیں۔ ہم صحابہ کرام کے ساتھ کسی کو برابر نہیں سمجھتے۔ (السنۃ للخلال: ۲۶۰ و سندہ صحیح)

امام احمد کے زریں اقوال و افعال

۱۔ حنبل بن اسحاق فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) اپنی رائے یافتوں کا لکھا جانا پسند کرتے تھے۔

(مناقب احمد ص ۱۹۳ و سندہ صحیح)

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ”من رد حديث رسول الله ﷺ فهو على شفا هلكة“

جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(مناقب احمد ص ۱۸۲ و سندہ حسن، طبقات الختابة ۱۵/۲)

۳۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اہل سنت کا ایک آدمی کسی بدعتی کے ساتھ ہے تو کیا میں

اس (سنی) کا بائیکاٹ کر دوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ اسے سکھاؤ کہ تمہارا ساتھی بدعتی ہے (اس سے بچ جاؤ) پھر اگر وہ اس بدعتی سے بات چیت ختم

کر دے تو پھر پھاؤرنہ اسے اسی کے ساتھ ملا دو۔ (مناقب احمد ص ۱۸۲، ۱۸۳ و سندہ صحیح)

یعنی اقامتِ حجت کے بعد اس سنی کا بھی وہی حکم ہے جو بدعتی کا حکم ہے۔

۴۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے کچھ لوگ قیامت تک مدیافتہ رہیں گے۔“ اس کی تشریح میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

”إن لم تكن هذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم“

اگر یہ طاغوتہ منصورہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للکام ص ۲۲ ح ۲)

وسندہ حسن، طبعہ جدیدہ ص ۷۰ اوقال الحافظ ابن حجر: ”وأخرج الحاكم في علوم الحديث بسند صحيح عن أحمد: إن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري من هم“ / فتح الباری ۱۳/۲۹۳ تحت ج: ۳۱۱ (۷)
۵۔ ابن ابی قیلہ نام کا ایک برائے شخص تھا۔ اس نے اصحاب الحدیث کا ذکر برائی کے ساتھ کیا تو امام احمد نے فرمایا: ”زندیق زندیق زندیق“ یہ زندیق ہے (سخت گمراہ و ملحد، بے دین ہے) زندیق ہے زندیق ہے۔ یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۲۵۷ سندہ حسن، نسخہ جدیدہ ص ۱۱۰، مناقب احمد ص ۱۸۰، شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۷ عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث للصاوی: ۱۶۴ وطبقات الختالہ لابن ابی یعلیٰ ۳۸/۱، ۲۸۰ ذم الکلام للہروی: ۲۴۱ دوسرے نسخہ: ۲۳۳)

۶۔ امام احمد نے فرمایا: ”من مات على الإسلام والسنة مات على الخير كله“
جو شخص اسلام اور سنت پر فوت ہوا تو اس کا خاتمہ کامل خیر پر ہوا۔ (مناقب احمد ص ۱۸۰ وسندہ صحیح)
۷۔ محدثین کرام فقہ الحدیث اور فہم حدیث میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (ج ۴ ص ۴۱۹ وسندہ صحیح)

امام احمد فرماتے ہیں: ”أهل الرأي لا يروى عنهم الحديث“
اہل الرائے سے حدیث کی روایت (بطور رجحان و استدلال) نہ کی جائے۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لا احمد ج ۲ ص ۲۷۲ فقرہ: ۱۶۲۳)
۸۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ”من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية“ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خليفة) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں:
”تدري ما الإمام؟ الذي يجتمع المسلمون عليه، كلهم يقول: هذا إمام، فهذا معناه“
تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خليفة) ہے۔ یہ ہے اس حدیث کا معنی۔ (سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنۃ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق: ۱، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

۹۔ امام احمد سے (تعویذ کے طور پر) قرآن مجید لٹکانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ”التعليق كلفها مكروه“ ہر قسم کے تعویذ لٹکانے نہ مکروہ ہیں۔ (مسائل الامام احمد واسحاق، روایۃ اسحق بن منصور الکونج ۱۹۳/۱ فقرہ: ۳۸۲)
۱۰۔ ابن ہانی سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: جو شخص (امیر) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے؟ انھوں نے فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس شخص کی کوئی عزت نہیں ہے۔
(سوالات ابن ہانی: ۲۹۶ نیز دیکھئے ص ۲۷ فقرہ: ۷) [باقی آئندہ، ان شاء اللہ]

محمد صدیق رضا

قسط: ۳ (قسط: ۲ کے لئے دیکھئے الحدیث ۱۹ ص ۹)

اتباع اور تقلید میں فرق

پندرہواں فرق: تارکِ سنت ملعون ہے

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سنة لعنتهم لعنهم الله و كل نبي مجاب والتارك لسنتي))

چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں، اللہ بھی ان پر لعنت فرمائے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (ان میں سے ایک) میری سنت کو ترک کرنے والا ہے۔ (رواہ الحاکم وصحہ والذہبی۔ المستدرک ۳۶۱/۱ و رقم الحدیث ۱۰۲)

اس حدیث کو دیوبندیوں کے موجودہ دور کے ”امام اہلسنت“ سرفراز خان صاحب بھی اپنی کتاب راہِ سنت (ص ۲۵) میں لائے ہیں۔ اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”قال الحاکم والذہبی صحیح“، یعنی حاکم اور ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[تنبیہ از مدیر: یہ روایت سنن الترمذی: ۲۱۵۴/۱ و صحیح ابن حبان، الموارد: ۵۲ وغیرہ میں بھی ہے۔ عبدالرحمن بن ابی الموالثفہ، وثقہ الجہور ہے۔ اس کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔ تحریر تقریب التہذیب: ۴۰۲۱ میں لکھا ہوا ہے: ”بل ثقة و ثقة ابن معين.....“

عبید اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مہب حسن الحدیث ہے، جمہور محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔ دیکھئے میری تعلیق علی التہذیب التہذیب ۲۸/۷، ۲۹، لہذا شیخ البانی رحمہ اللہ کا اس روایت کو ضعیف قرار دینا غلط ہے۔ / زیر علی زئی] علامہ راغب اصفہانی نے ”لعنت“ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

”اللعن الطرد والا بعد علی سبیل السخط وذلك من الله تعالى في الآخرة عقوبة و في الدنيا انقطاع من قبول رحمته وتوفيقه ومن الإنسان دعاء على غيره“

”لعن“ کسی سے ناراض ہو کر اسے دھتکارنے یا دور کر دینے کو کہتے ہیں اور یہ (لفظ) جب اللہ کی طرف سے استعمال ہو تو اس سے مراد آخرت میں عذاب اور دنیا میں اپنی رحمت و توفیق کا ختم کر دینا ہے، اور اگر انسان کی طرف سے یہ لفظ استعمال ہو تو اس سے مراد اس کا کسی دوسرے کے لئے بددعا کرنا ہے۔ (المفردات ص ۴۵۴)

”لعنت“ کے اس معنی اور مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ اللہ کے مقرر کردہ ”امام“ محمد ﷺ کا کیا مقام و مرتبہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کی سنت کو ترک کر دینے والا ہو آپ کے طرز عمل سے اعراض کرنے والا ہو آپ کے طریقہ سے منہ پھیرنے والا ہو، اس پر اللہ رب العالمین کی لعنت ہے، مطلب یہ کہ وہ شخص اللہ کی رحمت و توفیق سے محروم ہو کر آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ أعاذنا الله منه.

اسی طرح نبی کریم ﷺ جن کے دل میں انسانیت کے لئے بے انتہا شفقت، محبت و ہمدردی کا جذبہ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، کی بددعا کا شکار یہ محروم شخص ہوگا۔ آپ ﷺ جو اپنی امت سے بڑی محبت فرماتے تھے، جنہیں اپنی امت کی فکر ہر لحظہ دامنگیر رہتی، ہر مقام پر اپنی امت کا خیال رکھتے، وہ جو رحمۃ للعالمین ہیں۔ ان رسول رحمت ﷺ کی طرف سے بھی ایسے شخص کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت و توفیق سے محرومی کی بددعا۔ لعنت ہے۔

یہ ہے اللہ کے مقرر کردہ ”امام“ محمد ﷺ کا مقام و مرتبہ، شان و عظمت کہ جو آپ کی اتباع و پیروی کرے گا آپ کی ہدایات کو اپنائے گا آپ کے نقش قدم پر چلے گا، اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اُس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا، لیکن جو کوئی اس کے عکس رویہ اختیار کرے گا، آپ ﷺ کی اتباع، پیروی، ہدایات و راہنمائی، طریقہ کار و طرز عمل اور آپ کی سنت سے روگردانی و اعراض کرے گا اس پر اللہ لعنت فرمائے گا، اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اپنے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

لیکن جنہیں لوگوں نے خود اپنی طرف سے ”امامت“ کے منصب پر فائز کر دیا اور ان کی مرضی کے خلاف خود اپنی طرف سے ان کی تقلید و پیروی کو واجب، لازمی و ضروری ٹھہرایا۔ ان کی تقلید و پیروی کا ہرگز ہرگز بھی یہ مقام و مرتبہ نہیں ہے۔ قرآن و سنت میں کہیں بھی یہ بات نہیں ملتی کہ جو شخص لوگوں کے مقرر کردہ ”امام“ کی تقلید و پیروی کا انکار کر دے گا، ان کی تقلید کو ترک کر دے گا، ان کے فرامین و طرز عمل کو ترک کر دے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لعنت ہوگی، وہ اللہ کی رحمت و قرب سے دور کر دیا جائے گا، اس پر آخرت میں عذاب ہوگا۔ حاشا و کلا نہیں اور ہرگز ہرگز نہیں، قرآن و سنت میں ایسی کوئی بات نہیں۔ قرآن و سنت اس تصور سے یکسر خالی ہیں۔ یہ مقام و مرتبہ تو صرف اور صرف اللہ کے مقرر کردہ ”امام“ کے اتباع و پیروی کا ہے، ان کی سنت کا ہے۔ یہ ایک اور واضح فرق ہے امام کی تقلید اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں۔ لیکن افسوس! کہ جب اپنی مرضی و منشا سے اپنی طرف سے بغیر کسی سلطان و برہان کے، بغیر کسی دلیل و شرعی حجت کے ”امام“ مقرر کرنے والوں نے اور پھر ساری امت پر ان اماموں کی تقلید کو واجب، ضروری اور لازمی قرار دینے والوں نے جب یہ دیکھا کہ اللہ کے مقرر کردہ ”امام“ کی اتباع و پیروی اور ان کے طریقہ کی اس قدر اہمیت ہے اتنا بڑا مقام ہے کہ جو اسے ترک کر دے تو وہ ”لعنت“ کا مستحق ٹھہرتا ہے اور ہمارے مقرر کردہ امام کی تقلید و پیروی اس سے خالی و تہی دامن ہے اس کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تو بعینہ یہی مقام و مرتبہ بلکہ یوں کہیے کہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اپنے بنائے ہوئے امام کے لئے بھی گھڑ لیا گیا، ملاحظہ کیجئے کہ علاء الدین الحسکفی (حنفی) نے اپنی کتاب در مختار میں لکھا: ”فَلَعْنَةُ رَبَّنَا أَعْدَادَ رَمْلٍ عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ“

یعنی اس شخص پر ریت کے ذرات کے برابر لعنتیں ہوں جو ابو حنیفہ کے قول کو ٹھکرا دے۔ (در مختار ۱/۱۳۱، مطبوعہ ایچ ایم سعید) بلاشبہ امام ابو حنیفہ ان کے اس بدترین غلو سے بری ہیں، نہ تو یہ ان کی سوچ تھی اور نہ یہ تعلیمات۔ لیکن یہ مقلدین کا ”غلو“ ہے۔ ہماری معروضات بھی ان مقلدین ہی سے متعلق ہیں۔

اللہ کی پناہ، غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مقابلہ جاری ہے، جو فضائل، جو شان و عظمت جو مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کردہ ”امام“ کو عطا فرمایا اور قرآن و سنت میں ان کے لئے بیان ہوا۔ لوگوں نے پوری کوشش کی کہ ویسی ہی شان و عظمت و ایسا ہی مقام و مرتبہ اپنے بنائے ہوئے امام کے لئے بھی گھڑ دیں، بلکہ بعض مقام پر تو اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر دعویٰ کر دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ تو ایک مولوی صاحب نے اٹھ کر یہ کہہ دیا کہ ”سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے“ (تذکرۃ الرشید ۱/۷۲) اسی ضمن میں گنگوہی صاحب کا یہ فرمان ہے کہ ”حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط بات نہیں نکلوائے گا“ (حکایات اولیاء المعروف بہ ارواح ثلاثہ ص ۳۱۰ حکایت نمبر ۳۰۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ جو نبی ﷺ کی اتباع کرے گا تو اللہ اس سے محبت فرمائے گا اس کی بخشش فرمائے گا تو کچھ ایسا ہی دعویٰ لوگوں نے اپنے امام سے متعلق کر دیا۔ حدیث میں تارکِ سنت پر ”لعنت“ کی گئی تو آلِ تقلید نے بھی اپنے مقرر کردہ امام کے قول رد کرنے والوں پر لعنت نہیں بلکہ لعنتیں کر دیں اور اس قدر لعنتیں کر دیں کہ سارے مقلدین جمع ہو کر بھی اسے شمار میں نہیں لاسکتے اگر ہر ایک کو ہزار ہزار سال کی عمر ہی کیوں نہ مل جائے۔ آخر ریت کے ذرات کو کون شمار میں لاسکتا اور کس طرح لاسکتا ہے۔

اس طرح لعنت کی برسات کرنے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی افسوس بھی ہوتا ہے کہ اس کا نقصان بھی خود انھیں ہی پہنچتا ہے، چونکہ وہ بہت سے مسائل میں اپنے بنائے ہوئے ”امام“ کے اقوال رد کر چکے ہیں، انھیں چھوڑ چکے ہیں اور بہت سے مسائل میں انھوں نے باقاعدہ اصول وضع کئے ہیں کہ ان مسائل میں امام ابوحنیفہ کے بجائے ان کے فلاں فلاں شاگرد کے اقوال لئے جائیں اور ان پر فتویٰ دیا جائے، بطور مثال اس مضمون کا ”دسواں فرق“ ملاحظہ کیجئے۔ آپ پر واضح ہوگا کہ کس طرح یہ لوگ بذاتِ خود اپنے ہی تراشیدہ دام میں الجھے ہوئے ہیں، خود ساختہ باتوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

[تنبیہ بلغ: ”فلعنة ربنا“ والا قول در مختار میں امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ یا ابن ادریس (الشافعی) رحمہ اللہ سے منسوب ہے۔ دیکھئے حاشیہ لطحاوی علی الدر المختار ۴/۶۶، ۴۵، ورد المختار ۱/۷۲]

یہ قول بالکل بے سند ہے نہ تو ابن المبارک رحمہ اللہ سے ثابت ہے اور نہ ابن ادریس سے۔ بلکہ کسی امام سے بھی یہ قول باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ بے سند اقوال موضوع روایات سے بھی نچلا درجہ رکھتے ہیں اور سرے سے مردود ہوتے ہیں۔ بے سند اور جھوٹے اقوال وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو بذاتِ خود انتہائی خطرناک قسم کے جھوٹے اور بے سند ہوتے ہیں۔ جو لوگ ”فلعنة ربنا“ والا قول کسی امام سے ثابت سمجھتے ہیں تو باسند صحیح پیش کریں۔ ادارہ الحدیث اس مطالبے کے جواب کا منتظر ہے اور اگر ایسی کوئی صحیح سند پیش کر دی گئی تو بصد شکر یہ ”الحدیث“ میں شائع کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ]

نصیر احمد کاشف

صحیحین کی دعائیں

بیدار ہونے سے نماز تک

۱: نیند سے بیداری پر

① اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰخِيَانَا بَعْدَ مَا اٰمَنَّا وَ اَلَيْهِ النُّشُوْرُ .

سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

(بخاری، الدعوات: باب، وضع الید تحت الخذا لیمشی ح ۶۳۱۴، مسلم، الذکر والدعاء: باب الدعاء عند النوم ح ۲۷۱۱)

② لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ . ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ .

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اللہ پاک ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی توفیق (پھر کہے) اے اللہ مجھے بخش دے۔

یا (اس کے بعد) وہ کوئی بھی دعا کرے تو اسے قبول کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اسے بھی قبول کیا

جاتا ہے۔ (بخاری: التجید: باب فضل من تعار من اللیل فصلی ح ۱۱۵۴)

۲: تہجد کے وقت

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَخْتِلَافِ الْیَلِّ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ صَلِّی اللّٰذِیْنَ
یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیْمًا وَ قُعُوْدًا وَ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا
خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۝ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ اَخْرَجْتَهُ ۝ وَ مَا
لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۝ رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّآتَنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا
تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیْمَةِ ۝ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلًا عَامِلٍ
مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْشِیْ ۝ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۝ فَاَلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْدُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ وَ قُتِلُوْا وَ قُتِلُوْا لَا کُفْرًا عَنْهُمْ سَیِّآتِهِمْ وَلَا دَخَلَتْهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ۝ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۝ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا یَغُرَّنْكَ تَقَلُّبُ الدِّیْنِ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَنَاعٌ

قَلِيلٌ فَمَنْ مَّا وَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ط وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ط
أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ
صَابِرُوا وَرَابِطُوا ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کا ذکر
کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے
ہیں اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے
رب! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ
منادی کرنے والا باواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو اپنے رب پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لائے اے اللہ!
اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیکیوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے
رب! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو
وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ تم میں کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا
عورت ہرگز ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے کی ہم جنس ہو اس لئے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے
گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے میں ضرور ان
کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ثواب
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ (اے نبی ﷺ) آپ کو کافروں کا شہروں
میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے اس کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔
لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے
یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک لوگوں کے لیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے۔ یقیناً اہل کتاب
میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمھاری طرف جوتا را گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل
ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے
پاس ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور
جہاد کے لئے تیار رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔ (ال عمران: ۱۹۰-۲۰۰)

(بخاری، الوضوء باب قراءة القرآن بعد الحدیث وغیرہ ۱۸۳، مسلم، صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعاءہ باللیل ح ۶۳)

☆ ایک روایت میں آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھنے کا ذکر ہے۔ (بخاری، الادب: باب رفع البصر الى السماء ح ۶۲۱۵)

۳: بیت الخلا جاتے ہوئے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ . اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔
(بخاری، الوضوء: باب ما یقول عند الخلاء ح ۱۴۲، مسلم، الحیض: باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء ح ۳۷۵)

۴: وضو کے بعد

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .
(مسلم، الطہارۃ: باب الذکر المستحب عقب الوضوء ح ۲۳۴)

۵: فجر کی نماز کو جاتے ہوئے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُورًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُورًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُورًا وَفِیْ یَمِیْنِیْ نُورًا وَفِیْ یَسَارِیْ
نُورًا وَفَوْقِیْ نُورًا وَتَحْتِیْ نُورًا وَاَمَامِیْ نُورًا وَخَلْفِیْ نُورًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُورًا [وَفِیْ لِسَانِیْ نُورًا] وَ
عَصَبِیْ نُورًا وَلَحْمِیْ نُورًا وَدَمِیْ نُورًا وَشَعْرِیْ نُورًا وَبَشْرِیْ نُورًا [وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُورًا] وَ
اَعْظَمْ لِّیْ نُورًا اَللّٰهُمَّ اَعْظِیْ نُورًا]

اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے
بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور کر دے میرے لئے نور اور میری
زبان میں نور اور کر دے میرے پٹھے نورانی اور میرا گوشت نورانی اور میرا خون نورانی اور میرے بال نورانی اور میرا بدن
نورانی اور میرے نفس میں نور اور مجھے بہت ہی نور بخش، الہی! مجھے نور عطا فرما۔ (بخاری، الدعوات: باب الدعاء من
اللیل ح ۶۳۱۶، مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعاء باللیل ح ۷۳۳۔ مسلم کی ایک روایت میں ان
الفاظ کو سجدہ میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ بریکٹ کے اندر والے الفاظ صرف مسلم میں ہیں۔ یہ مختلف روایات کا مجموعہ ہے)

۶: مسجد میں داخل ہوتے وقت

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِّیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ . اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۷: مسجد سے نکلتے وقت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ .

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

(دونوں روایتوں کیلئے دیکھئے۔ مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب ما یقول اذا دخل المسجد ح ۱۳۷)

۸: گھر میں داخل ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ . اللہ کے نام سے۔ (مسلم، الاثریۃ باب آداب الطعام والشراب ج ۲۰۱۷)

۹: جو مسجد میں گمشدہ چیز (جانور وغیرہ) کا اعلان کرے

① لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْكَ . اللہ کرے تیری چیز تجھے نہ ملے۔

② لَا وَجَدْتُ (اللہ کرے) تجھے نہ ملے۔

(دونوں روایتوں کے لئے دیکھئے، مسلم، المساجد باب النہی عن نشد الضالۃ فی المسجد، ج ۵۶۸، ۵۶۹)

۱۰: اذان

اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنی چاہئے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۰۳) و صحیح مسلم (۳۷۸)

ترجیح والی اذان بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۳۷۹)

عام طور پر جو اذان دی جاتی ہے وہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داؤد: ۴۹۹ و سندہ حسن)

۱۱: بارش کے وقت

اگر بارش ہو تو مؤذن اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وغیرہ کے بجائے ”اَلَا صَلُّوْا فِی الرَّحَالِ“ یا ”صَلُّوْا فِیْ

بُیُوتِکُمْ“ کہے یعنی اپنے خیموں اور گھروں میں نماز پڑھ لو۔ (بخاری، الجمعۃ: باب الرخصة ان لم تحضر الجمعة فی

المطر، ج ۹۰۱، مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب الصلوٰۃ فی الرحال فی المطر، ج ۶۹۷، ۶۹۹)

۱۲: اذان کا جواب

اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے لیکن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے جواب میں

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ کہے۔ جس نے دل (یقین) سے جواب دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ج ۳۸۵)

۱۳: اذان کے دوران میں

أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا

وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد (ﷺ)

اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے

پر راضی ہوں۔ (مسلم، حوالہ سابق، ج ۳۸۶)

☆ اس کے کہنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۱۴: اذان کے بعد درود

① اذان کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔

(مسلم، الصلوۃ: باب استحباب القول مثل قول المؤذن ح ۳۸۴) درود کے الفاظ نماز کے اذکار میں آئیں گے۔

② اس کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کیلئے نبی ﷺ کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ النَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِي وَعَدْتَهُ .

اے اللہ! اس مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ (جنت کا ایک محل) اور فضیلت عطا فرما اور انھیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ (بخاری، الاذان: باب الدعاء عند النداء ح ۶۱۴)

نماز سے متعلق دعائیں

۱۵: دعائے استفتاح

① اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِ وَالْبَرْدِ .

اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ پانی، برف اور آولوں سے دھو ڈال۔

(بخاری، الاذان: باب ما يقول بعد التكبیر ح ۷۴۴، مسلم، المساجد: باب ما يقول بين تكبيرة الاحرام۔۔ ح ۵۹۸)

② اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا .

اللہ سب سے بڑا ہے بہت بڑا، ساری تعریف اسی کی ہے، وہ پاک ہے۔ صبح و شام ہم اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

(مسلم: حوالہ سابق ح ۶۰۱)

۱۶: نماز تہجد میں

① اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ، اَنْتَ قِيَمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ

أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَ
مُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَآلَيْكَ
اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَآلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا
اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ .

الہی! تیرے لیے ساری تعریف ہے زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے (سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی
لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے (اس سب) کی بادشاہی تیرے لیے ہے۔ تیرے لیے ہی
ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین و آسمان کو، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے تو ہی بادشاہ ہے زمین و
آسمان کا تیرے لیے ساری تعریف ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام
حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ الہی
میں تیرے سامنے جھک گیا میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں نے صرف تجھی پر بھروسہ کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع
کیا، صرف تیری ہی مدد سے (دشمنوں) سے جھگڑتا ہوں، میں نے صرف تجھے ہی اپنا حاکم مانا تو میرے اگلے و پچھلے اور
ظاہر و پوشیدہ گناہ اور جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (سارے کے سارے) گناہ معاف کر دے۔ تو ہی آگے کرنے
والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔

(بخاری، التہجد: باب التہجد باللیل ح ۱۱۲۰، مسلم، صلوٰۃ المسافرين: باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل و قیامہ ح ۶۹)

۵ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَ مِيكَائِيْلَ وَ اسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ
وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ
بِاَذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ .

اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے
والے، اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں میں تو ہی فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ حق کے جن
مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے اپنے فضل سے حق کی طرف میری راہنمائی فرما دے، بے شک تو ہی جسے چاہے سیدھی
راہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۷۷۰)

۳ وَجْهَتْ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِيْ
وَتُسْكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ بِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِيْ فَاعْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَ اهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ

لَا حَسَنَهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِّكَ وَ سَعْدَيْكَ وَ
الْحَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ .

میں نے اپنے چہرے کا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں
شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے
لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے
ہوں۔ اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے
آپ پر ظلم کیا۔ اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ لہذا میرے سارے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی
گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ اور بہترین اخلاق کیلئے تیرے سوا کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور بدترین اخلاق مجھ سے دور
کر دے اس لیے کہ بدترین اخلاق تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمان بردار ہوں، ساری خوبی
تیرے ہاتھوں میں ہے اور برائی (کی نسبت) تیری طرف (ہرگز) نہیں، میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا
تیری طرف ہے۔ تو بڑی برکت والا اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی طرف
رجوع کرتا ہوں۔ (مسلم، حوالہ سابق ج ۱ ص ۷۷)

۷: فاتحہ الكتاب

﴿ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ ﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا
پالنے والا ہے۔ بہت بخشش کرنے والا بڑا مہربان، بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں
اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر
غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ (الفاتحہ: ۱-۷)

۱۸: نماز میں فاتحہ ضروری ہے

یاد رہے نماز میں فاتحہ کا پڑھنا ہر شخص (امام ہو یا مقتدی یا منفرد) کیلئے ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

(بخاری، الاذان: باب وجوب القراءة للامام والمأموم ج ۵ ص ۷۵، مسلم، الصلوۃ: باب وجوب قراءة الفاتحة ج ۳ ص ۳۹۴)

۱۹: آمین

اگر امام بلند آواز سے قراءت کرے تو مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہنی چاہئے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
نیز فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (دونوں روایتوں کے لئے دیکھئے، بخاری، الاذان: باب جہر الماموم بالتأمين ح ۸۳ اور باب جہر الامام بالتأمين ح ۸۰ مسلم، الصلوٰۃ: باب التسميع والتحميد والتأمين ح ۴۱۰)

۲۰: نماز میں قراءت

سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت تلاوت کی جاسکتی ہے۔ تاہم نمازوں کی مسنون قراءت درج ذیل ہے:

۲۱: فجر میں

- ① سورۃ الطور (بخاری، الاذان: باب الجہر بقراءۃ صلوٰۃ الصبح قبل ح ۷۳ ۷۴ تعلیقاً)
- ② سورۃ المؤمنون (بخاری، الاذان: باب الجمع بین السورتین فی رکعۃ قبل ح ۷۴ ۷۵ تعلیقاً، مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۵۵)
- ③ سورۃ التکویر (مسلم، حوالہ سابق ح ۴۵۶)
- ④ سورۃ ق (حوالہ سابق ح ۴۵۸)

۲۲: جمعہ کے دن فجر میں

پہلی رکعت میں سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر
(بخاری، الجمعۃ: باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الفجر یوم الجمعۃ ح ۸۹۱، مسلم، الجمعۃ: باب ما یقرأ فی یوم الجمعۃ ح ۸۷۹)

۲۳: ظہر و عصر میں

ظہر میں سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاحقاف/عصر میں ان کی مانند۔ (مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۵۹-۴۶۰)

۲۴: مغرب میں

- ① سورۃ الطور (بخاری، الاذان: باب الجہر فی المغرب ح ۶۵۷، مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۶۳)
- ② سورۃ المرسلات (بخاری، الاذان: باب القراءۃ فی المغرب ح ۶۳۷، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۶۲)

۲۵: عشاء میں

- ① سورة التين (بخاری، الاذان: باب القراءة في العشاء ح ۷۶۷، مسلم، الصلوة: باب القراءة في العشاء ح ۴۶۴)
- ② سورة الانشقاق (بخاری، حوالہ سابق ح ۷۶۶)
- ③ سورة الشمس (بخاری، الاذان: باب من شكا اماما اذا طول ح ۷۰۵، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۶۵)
- ④ سورة الليل (ايضاً)
- ⑤ سورة الاعلى (ايضاً)
- ⑥ سورة العلق (مسلم، حوالہ سابق)

۲۶: جمعہ میں

- ① پہلی رکعت میں سورة الاعلى اور دوسری رکعت میں سورة الغاشية (مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة ح ۸۷۷)
 - ② پہلی رکعت میں سورة الجمعة اور دوسری رکعت میں سورة المنافقون (مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة ح ۸۷۸)
- ۲۷: عیدین میں

- ① پہلی رکعت میں سورة الاعلى اور دوسری رکعت میں سورة الغاشية
 - ② پہلی رکعت میں سورة القدر اور دوسری رکعت میں سورة القمر (مسلم، صلوة العیدین، باب ما يقرأ في صلوة العیدین ح ۸۹۱)
- ۲۸: فجر کی سنتوں میں

- ① پہلی رکعت میں سورة الكافرون اور دوسری رکعت میں سورة الاخلاص
- ② پہلی رکعت میں سورة البقرة کی آیت نمبر ۳۶ اور دوسری رکعت میں سورة آل عمران کی آیت نمبر ۶۴ (مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتي الفجر ح ۷۲۶، ۷۲۷)

۲۹: رکوع کی دعائیں

- ① سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ .
- پاک ہے میرا رب عظمت والا۔ (مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلوة الليل ح ۷۷۲)
- ② سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ .
- اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔
- (مسلم، الصلوة: باب ما يقول في الركوع والسجود ح ۴۸۵)

③ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ .

فرشتوں اور روح (جبریل) کا رب، نہایت پاک ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۴۸۷)

④ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي .

اے ہمارے رب! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، الہی ہمیں بخش دے۔

(بخاری، الاذان: باب الدعاء فی الركوع ح ۷۹۴، مسلم، حوالہ سابق: ح ۴۸۴)

⑤ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَ مَخْيِي وَ عَظْمِي وَ عَصِيِي .

اے اللہ! تیرے لیے میں نے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا فرمان بردار ہوا، میرا کان، میری آنکھ، میرا مغز، میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے۔ (مسلم، صلوٰۃ المسافرين: باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل و قیامہ ح ۷۷۱)

۳۰: رکوع کے بعد

① سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

(بخاری، الاذان: التکبیر اذا قام من السجود ح ۸۹، مسلم، صلوٰۃ: باب ما یقول اذا رفع رأسه من الركوع ح ۷۶۲)

② رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (بخاری، حوالہ سابق)

③ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری، حوالہ سابق، مسلم، صلوٰۃ: باب انتہام الماموم بالامام ح ۴۱۱)

④ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (بخاری، الاذان: باب فضل اللہم ربنا لک الحمد ح ۹۶، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۱۴)

⑤ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری، الاذان: باب ما یقول الامام من خلفه ح ۹۵)

⑥ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ .

اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے، بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت تعریف۔

(بخاری، الاذان: باب ۱۲۶، ح ۷۹۹)

⑦ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .

اے ہمارے رب! اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔

⑧ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالسَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ .

اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل پکیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

④ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الشَّاءِ وَالْمَجْدِ. أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

اے ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔ اور بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی بیان کی وہ تیرے لائق ہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند کو دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(متنوں روایتوں کے لئے دیکھئے، مسلم، الصلوٰۃ: باب ما یقول اذا رفع رأسه من الركوع ج ۶ ص ۷۷-۷۸)

۳۱: سجدے کی دعائیں

① سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى. پاک ہے میرا سب سے بلند و برتر رب۔ (دیکھئے نمبر ۲۹/۱)

② سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ. (حوالہ اور اردو ترجمہ کے لیے دیکھئے نمبر ۲۹/۳)

③ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. (دیکھئے نمبر ۲۹/۳)

④ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. (دیکھئے نمبر ۲۹/۴)

⑤ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.

اے اللہ! تیرے لیے میں نے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا، میں تیرا فرمان بردار ہوا، میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی اچھی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ کو کھولا، بہترین تخلیق کرنے والا اللہ بڑا ہی بابرکت ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۹)

⑥ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجَلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَظَمَاتِهِ وَسِرَّهُ.

اے اللہ! میرے چھوٹے بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب ما یقال فی الركوع والسجود ج ۳ ص ۸۳)

⑦ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُخْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

اے اللہ! میں تیری رضا مندی کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے

اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ج ۸۶)

۳۲: تشہد

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .
تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(بخاری، الاذان: باب التشہد فی الآخرة ج ۸۳، مسلم، الصلوٰۃ: باب التشہد فی الصلوٰۃ ج ۴۰۲)

۳۳: نبی کریم ﷺ پر درود

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى [إِبْرَاهِيمَ وَ] عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى [إِبْرَاهِيمَ
وَ] عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ .

اے اللہ! رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا ہے اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا ہے اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری، احادیث الانبیاء: باب ۱۰ ج ۳۷، مسلم، الصلوٰۃ: باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ج ۴۰۵ بریکٹ کے اندر والے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں)

② اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ .

اے اللہ! محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت فرمائی بے شک تو تعریف والا ہے اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری، حوالہ سابق ۳۳۶۹، مسلم، حوالہ سابق ج ۴۰۷)

۳۴: درود کے بعد کی دعائیں

① اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ[فِتْنَةِ] الْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ .

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور پناہ میں آتا ہوں

زندگی اور موت کے فتنے سے۔ اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری، الاذان: باب الدعاء قبل السلام ح ۸۳۳، مسلم، المساجد: باب ما يستعاذ منه في الصلوة ح ۵۸۹۔ بریکٹ والا لفظ صحیح مسلم میں نہیں ہے)
⑤ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ .

اے اللہ! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت و حیات کے فتنے سے اور فتنہ مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۵۸۸)

⑥ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفُرْ لِّیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوْرُ الرَّحِیْمُ .

اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(بخاری، الاذان: باب الدعاء قبل السلام ح ۸۳۳، مسلم، الذکر والدعاء: باب استحباب خفض الصوت بالذکر ح ۲۷۰۵)
⑦ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنْیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ .

اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر (تمام) گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ (دیکھئے ص ۳۸)

⑧ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ .

☆ ایک صحابی کو یہ دعا سکھانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”یکلمات تیرے لئے دنیا اور آخرت دونوں کو جمع کر دیں گے۔“ (مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل التہلیل والتسبیح، ح ۲۶۹۷)

نماز کے بعد کے اذکار

۳۵: تکبیر باواز بلند

① اَللّٰهُ اَكْبَرُ . (بخاری، الاذان: باب الذکر بعد الصلوة ح ۸۳۲، مسلم، المساجد: باب الذکر بعد الصلوة ح ۵۸۳)

② اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تین بار کہے! میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کے بعد یہ پڑھے۔

③ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ . اے اللہ! تو ہی السلام ہے تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام تو بڑا ہی بابرکت ہے۔

(مسلم، المساجد: باب استحباب الذكر بعد الصلوة ح ۵۹۱)

۴ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو روکنے والا کوئی نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو (اس کی) دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(بخاری، الاذان: باب الذكر بعد الصلوة ح ۸۴۴، مسلم، حوالہ سابق ح ۵۹۳)

۵ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ .

اللہ کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اس کی ملکیت ہے، اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں۔ ہم صرف اسی کی خالص عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافر فرامنائیں۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۵۹۴)

۶ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ
الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

اے اللہ! میں بزدلی اور کجی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ میں رذیل عمر (زیادہ بڑھاپے) کی طرف پھیر دیا جاؤں اور میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(بخاری، الدعوات: باب الاستعاذة من اِرْذَلِ الْعُمُرِ ح ۶۳۷)

۷ سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار ، الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار ، اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار اور ایک باریہ پڑھیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . (ترجمہ کئی بار گزر چکا) یہ
اذکار پڑھنے والے کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(مسلم، المساجد: باب استحباب الذكر بعد الصلوة ح ۵۹۷)

۸ سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار ، الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار اور اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار

(بخاری، الاذان: باب الذکر بعد الصلوٰۃ ج ۸۴۳، مسلم، حوالہ سابق ج ۵۹۵ اس میں اللہ اکبر بھی ۳۳ مرتبہ ہے)

⑨ سُبْحَانَ اللَّهِ ۱۰ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۱۰ مرتبہ اور اَللَّهُ اَكْبَرُ بھی ۱۰ مرتبہ

(بخاری، الدعوات: باب الدعاء بعد الصلوٰۃ ج ۶۳۲۹)

⑩ رَبِّ قَبِيْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعُثُ (اَوْ تَجْمَعُ) عِبَادَكَ .

اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے (جمع کرے) گا۔

(مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب استحباب یحییٰ الامام ج ۷۰۹)

[باقی آئندہ ان شاء اللہ]

الشیخ عبدالحسن العباد

قرآن مجید

قرآن کو سابقہ کتابوں پر یہ امتیاز (فضیلت) حاصل ہے کہ اس پر تفصیلی ایمان فرض ہے۔ اُس کی خبروں کی تصدیق، احکامات پر عمل، منع کردہ چیزوں سے اجتناب اور قرآن و رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اللہ کی عبادت ضروری ہے۔ یہ وہ زندہ جاوید معجزہ ہے جس نے تمام فصیح و بلیغ لوگوں کو چیلنج کر رکھا ہے کہ قرآن جیسی ایک سورت بنالاء و سب اس چیلنج کے مقابلے سے عاجز ہیں وہ اس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يُّنْوِیْ بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ کہہ دو، اگر انسان اور جن (سب) جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنالائیں گے تو ہرگز نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ اس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں (بنی اسرائیل: ۸۸)

قرآن کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ تحریف سے اس کی حفاظت اور سلامتی کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَخٰفِضُوْنَ﴾ بے شک ہم نے ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الحجر: ۹) اور اسے الگ الگ مختلف اوقات میں نازل ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نَزَّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ؕ كَذٰلِكَ لِنَبْلُوَٓ بِهٖ فَوَآذِکَ وَتَرْتِیْلًا﴾ اور کافروں نے کہا اس پر قرآن ایک دفعہ ہی کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اسی طرح ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اسے بہترین طریقے سے مرتب کیا ہے (الفرقان: ۳۲)

قرآن سابقہ کتابوں پر مہیمن (نگران) ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهِّمِّنًا عَلَیْهِ﴾ اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان پر نگران ہے (المائدہ: ۴۸)

یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ (تمام) کتب سابقہ پر قرآن نگران ہے (یعنی اگلی کتابوں کو قرآن پر پیش کیا جائے گا)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

”کلامی لا ینسخ کلام اللہ“ والی روایت موضوع ہے

سوال: ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کلامی لا ینسخ کلام اللہ، و کلام اللہ ینسخ کلامی، و کلام اللہ ینسخ بعضہ بعضاً“

میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا، اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ کے کلام کا بعض

اپنے بعض کو منسوخ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۱۹۵)

کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق کر کے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً (ایک سائل)

الجواب:

مشکوٰۃ میں یہ روایت بحوالہ (سنن) دارقطنی (۴/۱۴۵ ح ۴۲۳۳) مذکور ہے۔ اسے دارقطنی، ابن عدی

(اکمال ۶۰۲/۲ دوسرا نسخہ ۴۴۳/۲) اور ابن الجوزی (العلل الممتنا ہیہ ۱۲۵/۱ ح ۱۹۰)

نے ”جبرون بن واقد: حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزبير عن جابر“ کی سند سے روایت کیا ہے۔

ابن عدی نے کہا: ”منکر“ یہ حدیث منکر ہے۔ (نیز دیکھئے ذخیرۃ الحفاظ: ۴۴۰/۶)

حافظ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں کہا: ”موضوع“ (میزان الاعتدال ۱/۳۸۸)

حافظ ابن حجر نے اس فیصلے کو لسان المیزان میں برقرار رکھا ہے۔ (دیکھئے لسان ۲/۹۴)

جبرون بن واقد کے بارے میں ذہبی نے کہا: ”لیس بثقة“ وہ ثقہ نہیں ہے۔

(دیوان الضعفاء والمترکین: ۷۲۲، المغنی فی الضعفاء: ۱۰۸۹)

اور کہا: ”متهم فإنه روى بقلة حياء....“ یہ (وضع حدیث کے ساتھ) متمم ہے کیونکہ اس نے (یہ روایت) بے حیائی

سے بیان کی.... (میزان الاعتدال ۱/۳۸۸، ۳۸۷)

متهم سے مراد ”متهم بالوضع“ ہے۔ (الکشف الحثیث عن رمی بوضع الحدیث ص ۱۲۲)

کسی ایک محدث نے بھی اس راوی کی توثیق نہیں کی ہے۔

خلاصۃ التحقيق: یہ روایت جبرون بن واقد کی وجہ سے موضوع ہے۔ (۱۰ ربيع الثانی ۱۲۷ھ)

کیا امام شافعی امام ابو حنیفہ کی قبر پر گئے تھے؟

سوال: ایک روایت میں آیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجبي إلى قبره في كل يوم - يعني زائراً - فإذا عرضت لي حاجة

صلیت رکعتین و جنت إلى قبره وسألت الله تعالى الحاجة عنده فما تبعني حتى تقضى“
میں ابو حنیفہ کے ساتھ برکت حاصل کرتا اور روزانہ اُن کی قبر پر زیارت کے لئے آتا۔ جب مجھے کوئی ضرورت ہوتی تو دو
رکعتیں پڑھتا اور ان کی قبر پر جاتا اور وہاں اللہ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا تو جلد ہی میری ضرورت پوری ہو جاتی۔
(بحوالہ تاریخ بغداد) کیا یہ روایت صحیح ہے؟ (ایک سائل)

الجواب:

یہ روایت تاریخ بغداد (۱۲۳۱) و اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ للصیرى (ص ۸۹) میں ”مکرم بن أحمد قال: نبأنا
عمر بن إسحاق بن إبراهيم قال: نبأنا علي بن ميمون قال: سمعت الشافعي...“ کی سند سے مذکور ہے۔
اس روایت میں ”عمر بن إسحاق بن إبراهيم“ نامی راوی کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملے۔
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”غیر معروف..“ یہ غیر معروف راوی ہے... (السلسلة الضعيفة ۳۱۸/۲۲)
یعنی یہ راوی مجہول ہے لہذا یہ روایت مردود ہے۔

اس موضوع و مردود روایت کو محمد بن يوسف الصالحی الشافعی (عقود الجمان عربی ص ۳۶۳ و مترجم اردو ص ۴۴۰) ابن حجر
ہیثمی / مبتدع (الخيرات الحسان فی مناقب النعمان عربی ص ۹۴ و مترجم ص ۲۵۵ [سرتاج محدثین]) وغیرہ نے اپنی اپنی
کتابوں میں بطور استدلال و بطور حجت نقل کیا ہے مگر عمر بن اسحاق بن ابراہیم کی توثیق سے خاموشی ہی میں اپنی عافیت
سمجھی۔ اسی ایک مثال سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تحقیق و انصاف سے دور بھاگنے والے حضرات نے کتب مناقب
وغیرہ میں کیا کیا گل کھلا رکھے ہیں۔ یہ حضرات دن رات سیاہ کو سفید اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے
ہیں حالانکہ تحقیقی میدان میں ان کے سارے دھوکے اور سازشیں ظاہر ہو جاتی ہیں پھر باطل پرست لوگوں کو منہ چھپانے
کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی۔ مردود روایات کی ترویج کرنے والے ایک اور روایت پیش کرتے ہیں کہ شہاب الدین
الاشیطی (۸۱۰ھ وفات ۸۸۳ھ) نامی شخص نے (بغیر کسی سند کے) نقل کیا ہے:

امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس ادا کی تو اس میں دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب ان سے عرض کیا گیا
تو فرمایا: اس قبر والے کے ادب کی وجہ سے دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ (عقود الجمان ص ۳۶۳، الخيرات الحسان ص ۹۴)
تذکرۃ النعمان ص ۴۴۰، سرتاج محدثین ص ۲۵۵)

یہ سارا قصہ بے سند، باطل اور موضوع ہے۔

اسی طرح محی الدین القرطبی کا طبقات میں بعض (مجہول) تاریخوں سے عدم جہر بالبسملة کا ذکر کرنا بھی بے سند ہونے
کی وجہ سے موضوع اور باطل ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے امام شافعی کے امام ابو حنیفہ کی قبر پر جانے والے قصے کا موضوع اور بے اصل ہونا

حدیثی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ دیکھئے ”افتضاء الصراط المستقیم“ (ص ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۸۶) جو شخص ایسا کوئی قصہ ثابت سمجھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیش کردہ قصے کی صحیح متصل سند پیش کرے۔ مگر کسی کتاب کا حوالہ کافی نہیں ہوتا۔

تنبیہ بلیغ: امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ کی تعریف و ثنا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے سراسر برعکس امام شافعی رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ پر جرح با سند صحیح ثابت ہے دیکھئے آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم (ص ۱۷۱، ۱۷۲ و سندہ صحیح، ۲۰۲، ۲۰۱ و سندہ صحیح) تاریخ بغداد (۱۳/ ۴۳۷ و سندہ صحیح، ۲/ ۱۷۷، ۱۷۸ و سندہ صحیح) لہذا اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ امام شافعی کبھی امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے ہوں۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۰ ربيع الثاني ۱۴۲۷ھ)

بیماری کا علاج دم اور اذکار سے

سوال: اگر کوئی شخص جنات یا جادو کے اثر سے بیمار ہو تو کیا کسی عامل سے اس کا علاج کرانا جائز ہے؟ (ایک سائل)
الجواب: اگر کوئی شخص (جادو یا جنات کے اثر، وغیرہ کی وجہ سے) بیمار ہو تو اس کا علاج کرانا جائز ہے۔ اگر کسی عامل سے علاج کرائیں تو صحیح العقیدہ عامل کا انتخاب کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من استطاع منكم أن ينفع أخاه فليفعل)) جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو ضرور پہنچائے۔ (صحیح مسلم: ۲۱۹۹ و ترمذی: ۵۷۲۷)
نبی ﷺ نے فرمایا: ((تداووا)) علاج کرو (سنن ابی داؤد: ۳۸۵۵ و سندہ صحیح و صحیح الترمذی: ۲۰۳۸ و الحاکم: ۳۹۹۶ و الذہبی: حرام (مثلاً شرکیہ منتروں) سے علاج نہیں کرنا چاہئے۔

طارق بن سوید الجعفی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دوائیوں میں خمر (شراب) کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا: ((إنه ليس بدواء ولكنه داء)) یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۹۸۴ و ترمذی: ۵۱۴۱)
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”إن الله عز وجل لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم“ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر حرام قرار دی ہیں ان میں تمہارے لئے (کوئی) شفاء نہیں رکھی۔

(کتاب الاثریہ لئلام امام احمد: ۱۳۰ و سندہ صحیح، صحیح البخاری قبل ج: ۵۶۱۴)

دم اگر شرکیہ نہ ہو تو اس کا جواز صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم، الطب/ السلام، باب الابس بالرقي مالم يكن فيه شرك، ح ۲۲۰۰ و ترمذی: ۵۷۳۲)

ان دلائل و دیگر دلائل کی رو سے یہ علاج کرنا صحیح اور جائز ہے۔ والحمد للہ

(۱۳ ربيع الثاني ۱۴۲۷ھ)

ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی

تصنیف: عمرو بن عبدالمعتم (الشامی)

وضو اور اس کی بدعات

ان بدعات میں سے (سر اور کانوں کے مسح کے بعد) گردن کا (الٹے ہاتھوں سے) مسح کرنا (بھی) ہے۔ بہت سے لوگ اس کام پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں اور اسے فرض یا سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ صرف ایک بُری اور خود ساختہ بدعت ہے۔

نبی ﷺ سے وضو میں گردن کا (مذکورہ) مسح (قطعاً) ثابت نہیں ہے، نہ آپ کے کسی صحابی سے (یہ عمل) ثابت ہے اور نہ کسی قابل اعتماد عالم سے یہ بات ثابت ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی ﷺ سے، وضو میں گردن کا مسح ثابت نہیں ہے اور نہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث مروی ہے، بلکہ وضو کی صحیح احادیث میں گردن کے مسح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اسی لئے اسے جمہور علماء مثلاً (امام) مالک، شافعی، اور احمد نے اپنے ظاہر مذہب میں مستحب نہیں کہا۔ جس نے اسے مستحب کہا ہے اس کی دلیل وہ اثر ہے جو (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یا وہ ضعیف حدیث ہے جس میں (سر کے مسح کے ساتھ) گردن تک مسح کا ذکر ہے۔ ایسی روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ جو (عمل صحیح) احادیث سے ثابت ہے اس کا معارضہ ایسی روایات سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے وضو میں گردن کا مسح نہ کیا اس کا وضو بالاتفاق صحیح ہے۔“ (الفتاویٰ الکبریٰ ۵۶/۱)

ابن القیم ”زاد المعاد“ (۱۹۵/۱) میں لکھتے ہیں: ”گردن کے مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔“ اور ”المنازل المہیفة“ (ص ۱۲۰) میں فرماتے ہیں: ”اور اسی طرح دوران وضو میں گردن کے مسح کی حدیث باطل ہے۔“ میں (عمرو بن عبدالمعتم) کہتا ہوں کہ (امام) نووی وغیرہ نے گردن کے مسح کو بدعت اور مسح والی حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ جو لوگ گردن کے مسح کے جواز کے قائل ہیں ان کا اعتماد، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث پر ہے جس میں آیا ہے کہ انھوں نے وضو کے دوران میں گردن پر مسح کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عُقْفَهُ، لَمْ يَغْلُ بِالْأَغْلَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

جس نے وضو کیا اور گردن کا مسح کیا، اسے قیامت کے دن طوق نہیں پہنایا جائے گا۔

اسے ابو نعیم (اصہبانی) نے اپنی کتاب ”اخبار اصہبان“ (۱۱۵/۲) میں درج ذیل سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

”حدثنا محمد بن أحمد بن محمد: حدثنا عبد الرحمن بن داود: حدثنا عثمان بن خرزاد:

حدثنا عمرو بن محمد بن الحسن المکتب: حدثنا محمد بن عمرو بن عبيد الأنصاري عن

أنس بن سیرین عن ابن عمر به

ابن عراق نے اپنی کتاب ”تنزیہ الشریعة“ (۷۵/۲) میں کہا:

”اس حدیث کا ایک راوی، ابو نعیم کا استاد ابو بکر المفید ہے۔ اس کا وجود ہی اس روایت کے مردود ہونے کے لئے کافی ہے۔“
میں (مصنف) کہتا ہوں کہ ابو بکر المفید (وضیع حدیث کے ساتھ) متمم ہے جیسا کہ میزان الاعتدال للذہبی (۴۶۰/۳، ۴۶۱) اور لسان المیزان لابن حجر (۵۳/۵) میں لکھا ہوا ہے۔

(اس کا دوسرا راوی) محمد بن عمرو بن عبید الانصاری ہے، جسے یحیی القطان اور یحییٰ بن معین نے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔
ابن نمیر نے کہا: وہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔

اور المکتب غالباً وہ راوی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں: ”منکر الحدیث“، یعنی وہ منکر احادیث بیان کرتا تھا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ۲۰۴/۱۲، سنن الدارقطنی ۳۸۱/۸۴)

اس روایت کی ایک دوسری سند ”فلیح بن سلیمان عن نافع عن ابن عمر“ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(مَنْ تَوَضَّأَ وَ مَسَّحَ بِيَدَيْهِ عَلَى غُنْفِهِ وَفِي الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق (اور زنجیریں) پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔
اسے الرویانی نے ”البحر“ میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ”النجاشی الحیر“ (۹۸/۱۰۴۱) میں لکھا ہوا ہے۔
الرویانی نے ابوالحسین بن فارس کے (منسوب) جزء میں پڑھا ہے۔ ابن فارس نے اپنی (نامعلوم) سند سے یہ حدیث فلیح سے بیان کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ”ابن فارس اور فلیح کے درمیان سند (ہمارے علم کے مطابق) موجود نہیں ہے جس کی تحقیق کی جائے۔“ (یعنی یہ روایت بلا سند ہے لہذا مردود ہے)
میں (مصنف) کہتا ہوں کہ فلیح کے حافظہ میں کمزوری ہے۔

[راج بھی ہے کہ فلیح بن سلیمان حسن الحدیث ہے۔ یاد رہے کہ وہ روایت مذکورہ سے بری الذمہ ہے۔ مترجم]
اس روایت کو شوکانی نے ”نیل الاوطار“ (۲۳۶/۱) میں احمد بن عیسیٰ کی ”امالی“ اور ”شرح التجرید“ سے منسوب کیا ہے لیکن ان کی سند کا دارودمدار الحسین بن علوان عن ابی خالد الواسطی پر ہے۔ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:
(مَنْ تَوَضَّأَ وَ مَسَّحَ سَافَتَيْهِ وَ قَفَاهُ أَمِنْ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) جس نے وضو کیا اور اپنی گردن کے دونوں طرف اور گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے بچ جائے گا۔

اس کا راوی الحسین بن علوان کذاب (ہے) اور احادیث گھڑنے والا ہے۔ ابن معین اور نسائی نے اسے ”کذاب“ کہا۔ صالح جزرہ نے کہا: وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ [یہ قول صالح جزرہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے/ دیکھئے تاریخ بغداد ۶۳۸/۸ مترجم]

ابو خالد الواسطی: عمرو بن خالد القرشی ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے کہا: ”متروک، ورماء وکیع بالکذب“
یہ متروک ہے اسے وکیع نے کذاب کہا ہے۔ (تقریب التہذیب ۶۹/۲ رقم: ۵۰۲۱)
(ایک اور روایت میں) نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”گردن کا مسح، طوق سے امان ہے“
امام نووی نے کہا:

”یہ موضوع ہے۔ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے“ (المجموع شرح المہذب ۴۸۹/۱)
حافظ ابن حجر ”الخصیص“ (۱۰۳/۱ ج ۹۷) میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث کو ابو محمد الجوبینی (امام الحرمین) نے ذکر کر کے کہا ہے کہ محدثین کرام اس روایت کی سند سے راضی نہیں
ہیں، لہذا اس فعل کے بارے میں یہ تردد ہے کہ یہ سنت ہے یا ادب؟

اس بات پر تعاقب کرتے ہوئے امام..... نے کہا: اس روایت کے حکم کے بارے میں کوئی تردد نہیں کہ یہ ضعیف ہے۔
قاضی ابوالطیب نے کہا: اس بارے میں کوئی سنت ثابت نہیں ہے تقریباً یہی بات قاضی حسین اور الفورانی نے کہی ہے۔
یہ حدیث جب غزالی نے ”الوسیط“ میں ذکر کی تو ابن الصلاح نے رد کرتے ہوئے کہا:

یہ حدیث نبی ﷺ سے (باصحیح یا حسن) معلوم نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعض علمائے سلف کا قول ہے۔

”بعض علمائے سلف کے قول“ سے ابن الصلاح کی مراد غالباً اس روایت سے ہے جسے ابوعبید (القاسم بن سلام) نے
کتاب ”الطہور“ میں عبد الرحمن بن مہدی عن المسعودی عن القاسم بن عبد الرحمن عن موسیٰ بن طلحہ (کی سند) سے روایت کیا ہے:

((مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وَفِي الْغُلَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) جس نے سر کے ساتھ اپنی گدی کا مسح کیا، وہ قیامت کے
دن طوق پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔

میں (حافظ ابن حجر) نے کہا کہ اس کا احتمال ہے کہ اگرچہ یہ موقوف (بلکہ مقطوع) ہے لیکن اس کا حکم مرفوع
حدیث کا حکم ہے کیونکہ ایسی بات کا تعلق رائے سے نہیں ہے۔ لہذا یہ روایت مرسل ہے۔“

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ مقطوع روایت (امام ابوعبید کی کتاب) ”الطہور“ (۳۸۶) میں ہے۔ (اس کی سند بھی
ضعیف ہے کیونکہ) المسعودی کا حافظ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا۔ ابن مہدی کا اس سے سماع آخری زمانے کا ہے (اور)
اس روایت میں اضطراب (بھی) ہے۔ ابوعبید نے حجاج سے اس نے قاسم بن عبد الرحمن سے اس کا قول بیان کیا ہے۔ حجاج
نے کہا: ”مجھے اس روایت میں موسیٰ بن طلحہ کا نام یاد نہیں ہے“ لہذا اس قول کی سلف صالحین کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے۔

امام بیہقی نے ”السنن الکبریٰ“ (۶۰/۱) میں جو روایت ”ابو اسرائیل عن فضیل بن عمرو عن مجاہد عن ابن عمر“ کی سند سے
بیان کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سر کے مسح کے ساتھ گدی کا مسح بھی کرتے تھے، ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا راوی
ابو اسرائیل اسماعیل بن خلیفہ الملائکی ضعیف الحدیث ہے۔ یہ (صحابہ کو) گالیاں دیتا تھا (اور) اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے

جو صحابہ کو گالیاں دیتا ہے۔

امام بغوی کا خیال ہے کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب ہے، (لیکن) ابن الرفعہ کہتے ہیں: ”ان کے پاس، اس کے مستحب ہونے پر کوئی حدیث یا صحابی کا قول (تک) بھی نہیں ہے (اور) یہ ایسی بات ہے جس میں قیاس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔“ ابن الرفعہ پر تعاقب (رد) کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

”ہو سکتا ہے، گردن کے مسح کو مستحب کہنے میں، بغوی کی دلیل وہ حدیث ہو جسے احمد بن حنبل اور ابوداؤد نے (لیث بن ابی سلیم عن) طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح کیا حتیٰ کہ آپ گدی اور گردن تک جا پہنچے۔ (لیکن یاد رہے کہ) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔“ مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس کا راوی مصرف ”مجهول“ ہے۔ (اتقریب ۵۲۱/۲ رقم: ۶۸۵) اور لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوکانی کا ”نیل الاوطار“ (۲۴۶/۱) میں یہ قول:

”اس سے معلوم ہوا کہ نووی کا قول: گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے، باطل ہے۔“ بذات خود باطل ہے کیونکہ اس سلسلہ کی تمام روایات (باطل یا) مردود ہیں۔ واللہ اعلم [یاد رہے کہ ان ضعیف روایات کا تعلق سر اور کانوں کے مسح کے ساتھ، گردن پر مسح کرنے سے ہے۔ رہا بعض لوگوں کا سر اور کانوں کے مسح کے بعد اٹلے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنا تو اس پر کوئی ضعیف روایت بھی موجود نہیں ہے۔ مترجم] وضو کی خبیث ترین بدعات میں سے، جرابوں پر مسح میں تنگی (اور انکار) ہے۔ بہت سے لوگ، طہارت اور وضو کے بعد، پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کرنے میں (سخت) حرج (تنگی) محسوس کرتے ہیں حالانکہ بعض سلف صالحین کے نزدیک جرابیں موزوں کے قائم مقام ہیں۔

ہم نے اسے اس لئے خبیث ترین بدعت کہا ہے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ سے مروی، اس صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا تھا۔ اسی طرح اس (بدعت) سے جماعت صحابہ سے ثابت شدہ اس بات کی (بھی) مخالفت ہوتی ہے کہ وہ جرابوں کو موزوں کے قائم مقام سمجھتے اور ان پر مسح کرتے تھے۔ اب اس بات کی تفصیل سن لیں:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

[ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب المسح علی الجورین ج ۱۵۹، اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں (لہذا یہ سند ضعیف ہے) لیکن یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ خاص طور پر جب اجماع صحابہ بھی اس کا مؤید ہے تو صحیح ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟ / مترجم]

یہ حدیث صحیح و ثابت ہے، اسے ابن حزم نے صحیح کہا۔ حافظ اسماعیلی نے فرمایا کہ اس کی سند بخاری کی شرط پر صحیح

ہے لہذا امام بخاری کو یہ چاہئے تھا کہ صحیح بخاری میں درج کرتے۔ (الکت الظرف لابن حجر ۸/۴۹۳)
حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ”زاد المعاد“ (۱/۱۹۹) میں کہا:
”اور نبی ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا ہے۔“ یقول اس کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی حدیث صحیح ہے۔
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے (اس مسئلہ میں) آثار (بہت زیادہ ہیں)۔
ابن المنذر النیسابوری نے ”الاوسط“ (۴/۴۶۱) میں امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:
”سات یا آٹھ صحابہ کرام نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔“
ان جلیل القدر صحابہ کرام میں سے بعض کی روایات درج ذیل ہیں:

① علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عمر بن حریش نے کہا: میں نے دیکھا، علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا، اسے
ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹ ح ۱۸۶) و فی سندہ تھیف (اور ابن المنذر (الاوسط ۴/۴۶۱) نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

② البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

مصنف عبدالرزاق (۷۷۸) مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹ ح ۱۸۴) الاوسط لابن المنذر (۴/۴۶۳) اور السنن الکبریٰ
للبیہقی (۲۸۵/۱) میں ”الأعمش عن إسماعيل بن رجاء عن رجاء بن ربيعة الزبيدي“ کی سند سے مروی
ہے کہ میں (رجاء) نے دیکھا، براء رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔ اس کی سند حسن ہے۔ [الأعمش صرح بالسماع]

③ انس بن مالک رضی اللہ عنہ

قائدہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انس رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۸ ح، الاوسط ۴/۴۶۲،
المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۴/۱) اس کی سند صحیح ہے (قائدہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا یہ روایت ضعیف ہے)

④ ابو مسعود رضی اللہ عنہ

عبدالرزاق (۷۷۷) اور ابن المنذر نے ”الأعمش عن إبراهيم عن همام بن الحارث عن أبي مسعود“
کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو مسعود (عقبہ بن عمرو البدری الانصاری) رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے۔
[اس روایت کی سند اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۹ ح ۱۸۷ میں اس کا صحیح
شاہد ہے لہذا یہ روایت بھی اس شاہد کی وجہ سے صحیح لغیرہ ہے۔]

⑤ ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

ابن ابی شیبہ (۱۹۷۹) وسندہ حسن (اور ابن المنذر (۴/۴۶۳) نے حماد بن سلمہ عن ابی غالب والی حسن سند کے
ساتھ نقل کیا ہے کہ میں (ابو غالب) نے ابو امامہ کو جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

[سیدنا سہل بن سعد الساعدي رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۹/ح ۱۹۹۰ اسنادہ حسن]
ابن ابی شیبہ (۱۹۰/ح ۱۹۹۲) نے حسن سند کے ساتھ نافع مولیٰ ابن عمر سے اور صحیح سند کے ساتھ ابراہیم الخثعمی سے نقل کیا کہ جرابیں موزوں کے حکم میں ہیں [ابراہیم الخثعمی والا قول تو نہیں ملا لیکن ابن ابی شیبہ ۱۸۸/ح ۱۹۷۷ نے صحیح سند سے نقل کیا کہ ابراہیم (خثعمی) جرابوں پر مسح کرتے تھے] اور یہی قول احمد بن حنبل کا مذہب ہے اور اسے ہی ابن المنذر نے عطاء، سعید بن المسیب، ابراہیم الخثعمی، سعید بن جبیر، الأعمش، سفیان ثوری، حسن بن صالح، ابن المبارک، زفر بن الہذیل اور اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ (۳۶۵/۱)

جرابوں اور موزوں پر مسح کی بدعات میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مثلاً:

۱۔ ظاہر اور باطن (اوپر اور نیچے) مسح کرنا۔

یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت کے خلاف ہے۔

(حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے۔ آپ سے صحیح سند کے ساتھ موزوں کے نیچے مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔ اس بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی سند منقطع ہے اور یہ روایت صحیح احادیث کے مخالف بھی ہے۔“ (زاد المعاد ۱۹۹/۱)
یہی بات مغیرہ رضی اللہ عنہ کی جرابوں پر مسح والی حدیث میں آئی ہے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی (بیان کردہ) حدیث میں ہے: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ))
میں نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں کے اوپر مسح کیا۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الخفاف ح ۳۸۷ صحیح مسلم، الطہارۃ باب المسح علی الخفین ح ۲۷۲)
”علی“ کا (ظاہر) مفہوم ”اوپر“ ہے لہذا اس حدیث سے جراب یا موزہ کے اوپر مسح کرنے کا ثبوت واضح ہوتا ہے۔ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ وہ (اپنے موزوں یا جرابوں پر) اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ، اوپر نیچے صرف ایک دفعہ مسح کرتے تھے۔ (الاوسط لابن المنذر ۴۵۲/۱، اس کی سند صحیح ہے) اس میں عبدالرزاق راوی مدلس ہے اور سند عن سے ہے۔ بیہقی [۲۹۱/۱] نے حسن سند کے ساتھ نقل کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موزوں کے نیچے اور اوپر مسح کرتے تھے)
یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح وثابت سنت کے مخالف ہے اور غالباً یہ اس پر ہی محمول ہے کہ انھیں درج بالا حدیث نہیں پہنچی تھی۔ یہ مسئلہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ بعض ایسی احادیث ہیں جو بعض صحابہ کو اگر معلوم تھیں تو دوسروں کو ان کا علم ہی نہیں تھا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض روایات میں یہ صراحئاً آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، موزوں پر، نیچے کے بجائے (صرف) اوپر ہی مسح کرتے تھے لیکن یہ ساری روایات (بلحاظ سند) ضعیف ہیں۔ ہم انھیں

یہاں دو وجہ سے ذکر کر رہے ہیں:

۱: ان کا ضعیف ہونا واضح کر دیں۔

۲: کوئی یہ نہ کہہ دے کہ تم سے اس مقام پر ایسی صحیح احادیث رہ گئی ہیں جو تمہارے قول کی واضح دلیل ہیں۔ تو نفیق دینا اللہ ہی کا فضل و کرم ہے۔

موزوں پر مسح کی احادیث (بلحاظ مسح) عام ہیں۔ نیچے یا اوپر مسح کی صراحت کے ساتھ صرف تین احادیث مروی ہیں:

① الفضل بن مبشر نے کہا: ”میں نے دیکھا۔ جابر بن عبد اللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) نے وضو کیا۔ آپ نے صرف ایک دفعہ ہی موزوں کے اوپر مسح کیا پھر (اس وضو کی حالت میں جتنی نمازیں آئیں) ساری نمازیں (بغیر نئے وضو کے) پڑھیں اور فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میں اسی طرح کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔“ (الاوسط لابن المنذر ۴/۵۵۴) یہ روایت مسح کے ذکر کے بغیر سنن ابن ماجہ (۵۱۱) میں بھی موجود ہے۔ اس روایت کا راوی فضل بن مبشر (محدثین کے نزدیک) حدیث میں ضعیف ہے۔

② عبد الرحمن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے انھوں نے عروہ بن الزبیر سے، انھوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے دیکھا، نبی ﷺ موزوں کے ظاہر پر (یعنی اوپر) مسح کر رہے تھے۔

(سنن ابی داؤد: ۱۶۱۰۱۶۱۱ سند حسن، سنن ترمذی: ۹۸۰۹۸۱ وقال: ”حدیث حسن“)

امام ترمذی نے کہا: ”یہ روایت عبد الرحمن کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کی ہے۔“ یعنی اس کلام سے امام ترمذی نے عبد الرحمن کی زیادت کے منکر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بات وہی ہے جو امام ترمذی نے کہی ہے کیونکہ ابن ابی الزناد کے حافظہ میں (محدثین کا) کلام ہے لہذا ایسے راوی کی زیادت مذکورہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ محفوظ یہی ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ظاہر اور اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

[تنبیہ: عبد الرحمن بن ابی الزناد کے بارے میں راجح یہی ہے کہ وہ سلیمان بن داؤد الہاشمی کی روایت میں صحیح الحدیث اور دوسرے شاگردوں کی روایت میں حسن الحدیث ہے دیکھئے میری کتاب ”نور العینین“ ص ۸۳، ۸۴ اور سیر اعلام النبلاء (۱۶۸/۸، ۱۶۹) لہذا اس سند پر جرح صحیح نہیں ہے/ مترجم]

③ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ موزوں کے اوپر مسح کر رہے تھے۔

(سنن ابی داؤد: ۱۶۲۰۱۶۲۱ سند ضعیفہ)

اس کا راوی ابواسحاق السبعی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ (لہذا یہ سند ضعیف ہے)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ (بھی) مروی ہے کہ نبی ﷺ نے موزے کے نیچے اور اوپر (دونوں جگہوں پر) مسح کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۱۶۵، سنن ترمذی: ۹۷، سنن ابن ماجہ: ۵۵۰، الاوسط لابن المنذر ۱/۴۵۳، ۴۵۴/۱ وسندہ ضعیف)
امام ترمذی نے کہا: ”یہ حدیث معلول (یعنی ضعیف) ہے۔ اسے ولید بن مسلم کے علاوہ کسی دوسرے نے ثور بن یزید
سے مسنداً (سند سے) روایت نہیں کیا۔ ابو زرعہ اور (امام) بخاری دونوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ یہی
روایت عبداللہ بن المبارک نے ثور بن رجا بن حیوۃ قال: حدیث عن کاتب المغیرۃ عن النبی ﷺ مرسل بیان کی ہے۔ اس
میں مغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔“

امام ابوداؤد نے اس حدیث (کے ضعیف ہونے کی) ایک اور علت (وجہ ضعف کی دلیل) بیان کی ہے: ”مجھے معلوم ہوا
ہے کہ ثور نے یہ روایت رجا بن حیوۃ سے نہیں سنی تھی۔“
ابن المنذر نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

۲۔ موزوں یا جرابوں پر، ایک سے زیادہ بار مسح کرنا۔

مسنون یہی ہے کہ موزوں پر ایک ہی دفعہ مسح کیا جائے۔ آپ ﷺ سے، ایک سے زیادہ بار مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ مسح کرتے تھے جیسا کہ گزر چکا ہے (ص ۵۶) یہ بھی یاد رکھیں کہ مسح،
دھونے کے خلاف عمل ہے۔ دھونے میں خوب صفائی مقصود ہوتی ہے جو مسح میں مطلوب نہیں، اس لئے بار بار دھونے کی
طرح بار بار مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ موزے یا جرابیں اتار کر (خواہ مخواہ) پاؤں کا دھونا۔

بعض لوگ اپنے آپ کو خود ساختہ مشقت میں مبتلا کر کے جہل مرکب کے مرتکب بن جاتے ہیں۔
(اصل کتاب ”السنن والمبتدعات فی العبادات“ میں) ص ۲۲ پر صحیح حدیث گزر چکی ہے: ”بے شک اللہ یہ (اسی طرح)
پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح کہ وہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔“
(صحیح، مسند احمد ۲/۱۰۸، صحیح ابن خزیمہ: ۹۵۰، صحیح ابن حبان، الموارد: ۵۴۵، وسندہ حسن وللمحدیث شواہد کثیرۃ)
وہ عبادات جن میں دونوں صورتیں جائز ہوں (ان میں) بے معنی تکلفات سے منع کیا گیا ہے۔ انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((نُهِنَا عَنِ التَّكْلُفِ)) ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔
(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنتہ باب ما یکرم من کثرة السؤال ح ۲۹۳)

ابن القیم نے ”زاد المعاد“ (۱۹۹/۱) میں کہا:

”نبی ﷺ (جراہوں اور موزوں وغیرہ میں) اپنے حال کے خلاف بے جا تکلف نہیں کرتے تھے۔ اگر آپ کے
پاؤں میں موزے ہوتے تو اتارنے کے بغیر ہی ان پر مسح کر لیتے اور اگر آپ کے پاؤں ننگے ہوتے تو انھیں دھو لیتے۔
اس مسئلہ میں مسح افضل ہے یا دھونا؟ (تو اس میں) یہی قول سب سے زیادہ رائج ہے کہ اگر پاؤں ننگے ہوں تو دھولے

اور اگر موزے یا جرابیں ہوں تو مسح کر لے۔ یہی بات ہمارے استاد (امام ابن تیمیہ) نے فرمائی ہے۔“
میرے ساتھ طالب علمی کے ابتدائی زمانہ میں ایک عجیب حادثہ رونما ہوا۔ میں بری (خشکی کے) راستے سے، اپنے (دینی) بھائیوں کے ساتھ، کویت سے عمرہ ادا کرنے کے لئے چلا تھا۔ اتنی شدید سردی تھی کہ درجہ حرارت صفر سنٹی گریڈ تک گر جاتا تھا۔ میں نے ایک اعلان کرنے والے کو یہ منادی کرتے ہوئے سنا: ”اپنی جرابیں اتار دو اور عزیمت پر عمل کرتے ہوئے اپنے پاؤں دھو لو۔“ مجھے تعجب ہوا کہ شیطان نے کس طرح اس کمزور اور فاسد رائے کو اس شخص کے دل میں ڈال رکھا ہے، جس کی بنا پر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی مقدم کر رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ دوسروں کو اس کی دعوت بھی دے رہا ہے۔ جن بے چاروں کو ان مسائل کا کوئی علم نہیں ان کے نزدیک رخصت اور عزیمت میں کوئی فرق نہیں۔ لوگوں کے اس طرز عمل کی شکایت، ہم اللہ ہی سے کرتے ہیں۔

۴۔ پھٹی ہوئی جراب یا موزے پر مسح نہ کرنا۔

(لوگوں کا) یہ طرز عمل سلف صالحین اور محقق علماء کے خلاف ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں:

”اس وقت تک مسح کرتے رہو جب تک وہ (موزے) تیرے پاؤں سے لٹکے رہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ

مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹے ہوئے ہی ہوتے تھے؟“ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۹۲، ۵۳۳، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳

”رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ آپ نے اپنا اُونی جب الٹا کیا پھر اس کے ساتھ اپنا چہرہ (مبارک صاف کیا) پونچھ لیا۔“
بوصیری نے ”مصابح الزجاجة“ (۱۲۰/۱) میں لکھا ہے:
”اس کی سند صحیح ہے۔ اس کے (تمام) راوی ثقہ ہیں (لیکن) محفوظ کے سلمان سے سماع میں نظر ہے۔“
حالانکہ میرے علم کے مطابق کسی نے بھی محفوظ کی سلمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت کو منقطع نہیں کہا سوائے امام مزی کے،
انہوں نے ”تہذیب الکمال“ میں لکھا ہے: ”یہ کہا جاتا ہے کہ محفوظ کی سلمان (فارسی) سے روایت مرسل ہے۔“ مزی
نے یہ بات صغیر ترمذی سے کہی ہے گویا ان کے نزدیک (بھی) یہ قول ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس قول پر کوئی دلیل ہے
ہی نہیں اور نہ کسی فن حدیث کے امام نے ایسا کلام کیا ہے۔ [چونکہ محفوظ کی سلمان (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہذا
مترجم کی تحقیق میں یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم] اس کے جواز پر دیگر احادیث بھی ہیں مگر ان میں سے ایک حدیث
بھی ثابت نہیں ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: ”نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔“ (سنن ترمذی: ح ۵۳)
ترمذی کا یہ بیان اگر انقطاع کی وجہ سے ہے تو فیہا ورنہ قابل سماعت نہیں ہے۔

ربابن قیم کا یہ قول کہ ”بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے“ تو اس کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
” (وضو کے بعد) نبی ﷺ کے پاس رومال لایا گیا تو آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور اپنے ہاتھوں سے وضو کا پانی
جھاڑتے رہے۔“ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب نقض الیدین عن الغسل عن الجنابة ح ۲۷۶، وغیرہ صحیح مسلم
کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابة ح ۳۱۷)

حالانکہ اس حدیث کا تعلق غسل کے ساتھ ہے وضو کے ساتھ نہیں اور اگر وضو سے بھی ہوتا تو یہ ممانعت کی دلیل نہیں
ہے۔ حافظ ابن المنذر فرماتے ہیں: ”یہ حدیث ممانعت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ آپ نے اعضائے وضو پونچھنے سے منع
نہیں کیا۔ آپ بعض اوقات ایسے مباح کام چھوڑ دیتے تھے جن سے امت کی مشقت کا ڈر ہوتا۔“ (اللاوسط ۱۹/۱)
ابن المنذر کا یہ کتنا بہترین کلام ہے۔ تقریباً اسی جیسا کلام امام احمد رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل کہتے
ہیں: ”میں نے اپنے ابا سے پوچھا کہ کیا وضو کے بعد رومال (اور تولیا وغیرہ) استعمال کر سکتے ہیں؟
فرمایا: جی ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہا: میمونہ رضی اللہ عنہا والی حدیث (کے بارے میں آپ کا کیا خیال
ہے)؟ تو فرمایا: یہ روایت ممانعت پر واضح (دلیل) نہیں ہے۔“

عبد اللہ کہتے ہیں: ”میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ میرے ابا جان (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) وضو کے بعد رومال یا
کپڑے سے اپنے اعضاء خشک کرتے تھے۔“ (مسائل عبد اللہ: ۱۰۵)
اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ وضو کے بعد رومال کے ساتھ اپنا چہرہ پونچھتے تھے۔

(الاوسط لابن المنذر ۱/۱۵۱ وسندہ حسن)

بعض علماء نے اسے جو مکروہ کہا ہے اس پر (ان کے پاس) کوئی دلیل نہیں ہے۔ سلمان فارسی کی مرفوع حدیث اور انس رضی اللہ عنہما کا عمل اس کے جواز کی دلیل ہے۔

وضو کے پانی میں اسراف

یہ پرانی بدعت ہے جس سے صرف وہی لوگ بچتے ہیں جن پر اللہ کا (خاص) رحم (و کرم) ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ وضو (اور تمام عبادات) کے بارے میں نبی ﷺ کا طریقہ ہی بہترین اور کامل طریقہ ہے۔ آپ ﷺ وضو کے پانی میں مکمل کفایت شعاری سے کام لیتے تھے۔ ایک مد یا اس سے کچھ کم سے وضو فرماتے تھے۔

سفینہ اللہ سے روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو پانی) کے ساتھ غسل جنابت اور ایک مد (تقریباً چوتھائی صاع) سے وضو کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب الوضوء بالمد ج ۲۰۱، صحیح مسلم، الطہارۃ باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة ج ۳۲۵)

امام عمارہ الانصاریہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: ”نبی ﷺ نے وضو کیا۔ آپ کے پاس پانی کا جو برتن تھا اس میں تقریباً دو تہائی مد پانی تھا۔“ مد اتنا ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کی دونوں ہتھیلیاں بھر جائیں۔ بتائیں، ہمارے زمانے میں ایسا کون شخص ہے جو اتنے پانی سے وضو کرتا ہو؟

امام احمد رحمہ اللہ (کیا خوب) فرماتے ہیں:

”انسان کے کم عقل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا ہے۔“ امام احمد کے شاگرد، المہیونی نے کہا: ”میں وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا تھا تو امام احمد نے مجھے (بطور انکار) کہا: کیا تو ایسا طرز عمل روا رکھتا ہے؟ یعنی وسوسوں میں مبتلا ہے؟ تو میں نے یہ طرز عمل چھوڑ دیا۔“

(اغاثۃ اللہغان لابن القیم ۱/۱۶۱ دوسرا نسخہ ۱۲۱/۱۲۲، اس قول کی سند معلوم نہیں ہے۔)

”الْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ“ ؟ ابو معاذ

بعض لوگ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((الْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ))

مزدور اللہ کا محبوب (دوست) ہے۔

بعض علاقوں میں اسے بڑے بورڈوں پر لکھ کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے اور نہ کسی مستند عالم کا قول ہے۔ اسے چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض جھوٹے لوگوں نے گھڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حدیث کی کسی کتاب میں اس موضوع و مردود روایت کا کوئی وجود نہیں ہے لہذا اسے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ وما علينا إلا البلاغ

حافظ شیر محمد

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت (۱)

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: ”ہما ریحانای من الدنیا“ وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ (صحیح البخاری: ۳۷۵۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حسین منی وأنا من حسین، أحب الله من أحب حسیناً، حسین سبط من الأسباط)) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔ (سنن الترمذی: ۳۷۷۵ وقال: هذا حديث حسن، مسند احمد: ۱۷۲۴، ماہنامہ الحدیث: ۲۴ ص ۴۸، یہ روایت حسن لذاتہ ہے)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ (مباہلہ والی) آیت ﴿نَذْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ اور (مباہلہ کے لئے) ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ۔ (ال عمران: ۱۶) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا: ((اللَّهُمَّ هُوَ لَاءَ أَهْلِي)) اے اللہ! یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔ (صحیح مسلم: ۳۳۲۰۴ و ترقیم دار السلام: ۶۲۲۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاو جیسی دھاریوں والی ایک اونٹنی چادر تھی تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، آپ نے انھیں چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انھیں آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انھیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔

پھر آپ (ﷺ) نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔ [الاحزاب: ۳۳] (صحیح مسلم: ۲۴۲۲/۶۱ و دار السلام: ۶۲۶۱)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نساؤه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده“ آپ (ﷺ) کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن (اس حدیث میں) اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ (لینا) حرام ہے یعنی آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس (صحیح مسلم: ۲۴۰۸ و ترقیم دار السلام: ۶۲۲۵)

سیدنا واہلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دائیں طرف فاطمہ کو اور بائیں طرف علی کو بٹھایا اور اپنے سامنے حسن و حسین (رضی اللہ عنہ) کو بٹھایا (پھر) فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۱۰۸﴾ اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر دے اور تمہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ (الاحزاب: ۳۳) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۹۳۷/۶۹۷۱، الموارد: ۲۲۴۵، مسند احمد ۴/۱۰۷، صحیح البیہقی ۲/۱۵۲ والحاکم ۳/۱۴۷ ج ۲۰۶ علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی علی شرط مسلم والحدیث سندہ صحیح)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ”اللھم ھؤلاء اھل بیتی“ اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (المستدرک ۲/۳۱۶ ج ۳۵۵۸ سندہ حسن و صحیح الحاکم علی شرط البخاری) مسند احمد (۲۹۲/۶ ج ۲۶۵۰۸ ب) میں صحیح سند سے اس حدیث کا شاہد (تائیدی روایت) موجود ہے۔ سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے اہل بیت میں ہونے کے بیان والی حدیث عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (ترمذی: ۳۷۸۷ سندہ حسن) سے مروی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو فرمایا: ”أنت من اھلی“ تو میرے اہل (بیت) سے ہے۔ (مشکل الآثار للطحاوی رتختہ الاخیار ۸/۲۷۱ ج ۶۱۴۷ سندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اہل بیت میں سے ہونا صحیح قطعی دلائل میں سے ہے، اس کے باوجود بعض بد نصیب حضرات ناصیت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ”یہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں!!“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة)) حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند احمد ۳۶۳ ج ۱۰۹۹۹ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سندہ صحیح، التسانی فی الکبری: ۸۵۲۵ وفی خصائص علی: ۱۴۰) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے مجھے خوش خبری دی کہ ”وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ اور بے شک حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی: ۳۷۸۱ واسنادہ حسن، وقال الترمذی: ”حسن غریب“، صحیح ابن حبان، الموارد: ۲۲۴۹ وابن خزیمہ: ۱۱۹۳ والذہبی فی تلخیص المستدرک ۳/۳۸۱)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وأبوهما خير منهما)) حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے ابا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) ان دونوں سے بہتر ہیں۔ (المستدرک للحاکم ۳/۱۶۷ ج ۴۷۷۹ سندہ حسن، صحیح الحاکم ووافقه الذہبی) ”سید اشباب أهل الجنة“ والی حدیث متواتر ہے۔ (نظم الممتاز من الحدیث المتواتر ص ۲۰۷ ج ۲۳۵، قطف الازہار الممتازہ فی الاخبار المتواترہ للسيوطی ص ۲۸۶ ج ۱۰۵، لفظ الکافی الممتازہ فی الاحادیث المتواترہ للزبیدی ص ۱۴۹ ج ۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((هذان ابناي وابنا ابنتي، اللهم اني أحبهما فأحبهما وأحب من يحبهما)) یہ دونوں (حسن و حسین) میرے بیٹے اور نواسے ہیں، اے میرے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو تجھی ان دونوں

سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔

(الترمذی: ۳۷۹۷ سندہ حسن وقال: ”هذا حديث حسن غريب“ في موسى بن يعقوب الزمعي حسن الحديث وثقه الجوهري) عطاء بن يسار (تابعی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک آدمی (صحابی) نے بتایا: انھوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو سینے سے لگا کر فرما رہے تھے: ((اللهم إني أحبهما فأحبهما)) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو (بھی) ان دونوں سے محبت کر۔ (مسند احمد ۵/۳۶۹ ح ۲۳۱۳۳ سندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أحبوا الله لما يغذوكم من نعمه، وأحبوني بحب الله، وأحبوا أهل بيتي لحبي)) اللہ تمھیں جو نعمتیں کھلاتا ہے اُن کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

(الترمذی: ۳۷۸۹ سندہ حسن، وقال الترمذی: ”حسن غريب“ صحیح الجامع ۳/۱۵۰ ح ۱۶۱۲ ووافقه الذہبی وقال الحمزى: ”هذا حديث حسن غريب“ تهذيب الكمال ۱۰/۱۹۹، عبداللہ بن سلیمان النوفلی وثقه الترمذی والحاکم والذہبی فھو حسن الحديث)

سیدنا الامام ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”أرقبوا محمداً ﷺ في أهل بيته“ محمد ﷺ کے اہل بیت (سے محبت) میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری: ۳۷۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من أحبهما فقد أحبني ومن أبغضهما فقد أبغضني)) جس شخص نے ان (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بُغض کیا تو یقیناً اُس نے مجھ سے بُغض کیا۔ (مسند احمد ۲/۴۴۰ ح ۹۶۷۳ وفضائل الصحابة للاحمد: ۱۳۷۶ سندہ حسن، وصحیح الجامع ۳/۱۶۶ ح ۱۷۷۷ ووافقه الذہبی/عبدالرحمن بن مسعود البشکری وثقه ابن حبان ۵/۱۰۶ والحاکم والذہبی وقال البیہقی فی مجمع الزوائد ۵/۲۴۰: ”وهو ثقة“ فحديث لا ينزل عن درجة الحسن)

اس روایت کو دوسری جگہ حافظ ذہبی نے قوی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام ۵/۹۵ وقال: ”وفى المسند بإسناد قوي“)

ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو آپ منبر سے اتر گئے اور انھیں پکڑ کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ نے خطبہ شروع کر دیا۔ (الترمذی: ۳۷۷۷ سندہ حسن، ابوداؤد: ۱۱۰۹، الترمذی: ۱۰۸ ح ۱۴۱۴ وقال الترمذی: ”هذا حديث حسن غريب“ صحیح الطبری فی تفسیرہ ۲۸/۸۱ وابن خزیمہ: ۱۴۵۶، ۸۰۱ وابن حبان، موارد الطمان ۳۰/۲۳۳ والحاکم ۱/۲۸۷ ح ۱۸۹ ووافقه الذہبی، وقال الذہبی فی تاریخ الاسلام ۵/۹۷: ”إسناده صحيح“)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فرمایا: ”هذا أحب أهل الأرض إلى أهل السماء اليوم“ یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (تاریخ دمشق ۱۸/۱۸۱ سندہ حسن، یونس بن ابی اسحاق بری من اندلیس کما فی الفتح لمبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۶۶/۲ ص ۴۸)

حافظ طارق مجاہد یزمانی

احسن الحدیث

شرک ظلم عظیم ہے

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾
جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ نہ ملایا (تو) انھی لوگوں کے لئے امن
ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (الانعام: ۸۲)

فقہ القرآن

- ۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کیا (تو) انھی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے کہا: ہم میں ایسا کون شخص ہے جس نے (کچھ نہ کچھ) ظلم نہیں کیا؟
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لیس كما تقولون، لم يلبسوا إيمانهم بظلم: بشرک)) ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔ اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کیا کا مطلب شرک کے ساتھ آلودہ نہ کیا، ہے۔ کیا تم نے لقمان کی نصیحت نہیں سنی جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی؟ ﴿يُنَى لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾
اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۳۶۰ صحیح مسلم: ۱۲۴)
- ۲۔ محدث برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:
یہ آیت اس پردالالت کرتی ہے کہ شرک تھوڑا ہو یا زیادہ، اُس سے (کلی طور پر) بری ہونا چاہئے۔
(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ۲/۶۶۳)
- ۳۔ غلام رسول سعیدی بریلوی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

- ”اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے، کیونکہ ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو اس کے مقام پر نہ رکھنا اور جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ عبادت کو اس کے محل میں نہیں رکھتا۔“ (تبیان القرآن ج ۳ ص ۵۶۹)
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں مخلوق کو شریک کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے۔ شیخ ابن ابی العز الحنفی نے اس بات کو اہل عرب کے شرک کی اصل قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء و صالحین کی تمثال کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ اللہ کے ہاں سفارشی ہیں اور مشرکین عرب ان کا وسیلہ پکڑتے تھے۔ دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ (ص ۷۹)
- ۵۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان بھی لاتے ہیں مگر (ساتھ ہی) شرک بھی کئے جاتے ہیں۔ (یوسف: ۱۰۶، الکتاب ص ۱۵۰)

نماز جنازہ کے بعض مسائل

- ۱: نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (ج ۱ ص ۷۸۷ ج ۱ ص ۱۳۳۵)
- ۲: سورہ فاتحہ کے بعد ایک سورت پڑھنا سنت ہے، دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ج ۱ ص ۱۹۸۹) وسندہ صحیح علی شرط البخاری
- ۳: قرأت صرف پہلی تکبیر کے بعد ہونی چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (ج ۳ ص ۴۸۸، ۴۸۹ ج ۲ ص ۶۲۲۸) ومنشی ابن الجارود (ص ۱۸۹ ج ۵۴۰) وسندہ صحیح
- ۴: پھر نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۳/۴۸۸، ۴۸۹) ومنشی ابن الجارود (۵۴۰) وسندہ صحیح
- ۵: پھر میت کے لئے خالص دعا کرنی چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۳/۴۸۸، ۴۸۹ ج ۲ ص ۶۲۲۸) ومنشی ابن الجارود (ص ۱۸۹ ج ۵۴۰) وسندہ صحیح
- ۶: جنازہ جہر پڑھنا سنت ہے دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ج ۱ ص ۱۹۸۹) وسندہ صحیح، ومستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۳۵۸ ج ۱ ص ۱۳۲۳) وقال: صحیح علی شرط مسلم، ووافقه الذہبی
- ۷: جنازہ ہر اُپر پڑھنا بھی سنت ہے دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ج ۱ ص ۱۹۹۱) وهو حدیث صحیح
- ۸: جہر تعلیم کے لئے پڑھا جاتا ہے، دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۳۵) ومستدرک الحاکم (۳۵۸/۱) وصحیح علی شرط مسلم ووافقه الذہبی
- ۹: آخر میں دائیں طرف سلام پھیرنا چاہئے، دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ج ۱ ص ۱۹۹۱) ومصنف عبدالرزاق (۳/۴۸۸، ۴۸۹ ج ۲ ص ۶۲۲۸) وسندہ صحیح
- ۱۰: اتنی آواز میں دعا پڑھنا جائز ہے کہ مقتدی سن کر یاد کر لیں، دیکھئے صحیح مسلم (ج ۱ ص ۳۱۱ ج ۱ ص ۹۶۳/۸۵) وترقیم دارالسلام: (۲۲۳۲-۲۲۳۳) وسنن ابی داود (ج ۲ ص ۱۰۱ ج ۱ ص ۳۲۰۲) وهو حدیث صحیح (ابوداود والی روایت میں میت کا نام لینا بھی مذکور ہے)
- ۱۱: تابعین کا اس پر اجماع ہے کہ میت پر کوئی موقت دعا نہیں ہے۔ جو دعا چاہیں مانگ سکتے ہیں، دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۳ ص ۲۹۴، ۲۹۵ ج ۲ ص ۱۱۳۶-۱۱۳۷) نبی ﷺ نے تشہد کے بارے میں فرمایا: ((ثم ليتخير من الدعاء أعجبه إليه فيدعو)) پھر جو دعا پسند ہو، اختیار کر کے وہ دعا کرے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۱۵ ج ۱ ص ۸۳۵)
- ۱۲: نبی ﷺ قنوت نازلہ والی دعا فرماتے تو صحابہ کرام آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے دیکھئے سنن ابی داود (ج ۱ ص ۳۱۱ ج ۱ ص ۱۴۳۳) وسندہ حسن وصحیح ابن خزیمہ (۶۱۸) والحاکم علی شرط البخاری (۲۲۵/۱) ووافقه الذہبی
- تنبیہ (۱): صحابی جس کام کو سنت کہے اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہوتی ہے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۱۲۳) نوع:
- (۸) ونصب الراية (ج ۱ ص ۳۱۴) ومستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۳۵۸، ۳۶۰)
- تنبیہ (۲): نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنا، جل ثناء ک والی دعائے استفتاح اور رحمت و ترحمت والا درود، نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

[البوثاقب محمد صغدر حضروی]